

دیباچہ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

ترجمہ۔ آدمیو۔ ہم نے تم کو زمین میں جگہ دی۔ اور اسی میں تمہارے گذران اور معیشت کے سامان بنائے۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ خداوند کریم کی بندہ نوازی اور ہزاروں لاکھوں نعمتوں کی سرفرازی کا شکر انسان اپنی چھوٹی سی زبان سے تو ادا نہیں کرسکتا۔ اور اگر کرتا بھی ہے تو بہت کم کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت انسانی تیرہ زبان سے ادا ہونا محال ہے۔

اما بعد۔ واضح ہو کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ تعلیم مذہبی کا چرچا بمقابلہ دیگر علوم کے کم ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اور چند روز میں لوگ مذہبی تعلیم کو مطلق بھول جائیں گے۔ اس لحاظ سے اس حقیرہ کو یہ آرزو پیدا ہوئی کہ چند ضروری دینی مسائل کو اپنی کج مج زبان میں تصنیف و تالیف کر کے اپنے دین دار بھائی بہنوں کے ملاحظہ میں پیش کردوں تاکہ اس کتاب کے ملاحظہ سے کچھ نہ کچھ اثر پیدا ہو۔ اور دین و دنیا

بھلی ہو۔ اس لئے میں نے اس کتاب کا نام "حمایت الاسلام" رکھا ہے خداوند تعالیٰ اس کو مقبول عام فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس کتاب میں نہایت پسندیدہ باتیں اور مناسب مقام پر آیات قرآنی اور احکام شریعت درج ہیں جو مومنین کے مواعظ و نصائح کے لئے کافی ہیں۔ اور نیز مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے موزوں ہیں۔

دعا ہے کہ خداوند کریم ہمارے دکن کے بادشاہ علم دوست اعلیحضرت سلطان العلوم نواب میر عثمان علی خان بہادر کو مع شہزادگان بلند اقبال ہر طرح صحت و عافیت کے ساتھ اپنے امن و امان میں رکھے اور خاندان شاہی کا اعزاز و اقبال اور جاہ و جلال کو ہمیشہ قایم و دائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

تمہید

افسوس تو اس کا ہے کہ ابھی ہم عاصیوں کی آنکھوں سے غفلت کے پردے نہیں اٹھے ہزار ہا انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اسی غرض سے دنیا میں بھیجا کہ وہ بدوں کو اچھے کام بتلائیں، اور راہ راست پر لائیں، فی زمانہ علمائے دین اپنا اپنا کام کئے جا رہے ہیں اور ہزار ہا کتب تصنیف کی جا رہی ہیں لیکن ہم ہیں کہ نہ تو ان کی نصیحتوں کو مانتے ہیں نہ عمل کرتے ہیں، اور نہ کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اس کی خاص وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ علمائے دین جس طرح اچھے کام بتلا کر جنت کی طرف بلاتے ہیں ایسا ہی شیطان دشمن انسان دوزخ کی طرف بلاتا ہے اس لئے اللہ جل شانہٗ ارشاد فرمایا ہے

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

ترجمہ۔ مت اتباع کرو شیطان لعین کی وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

پہلا باب

حمد و نعت خدا و رسولؐ

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

انسانِ ضعیف کو یارب تیرے کرم کا آسرا ہے جس کے شاملِ حال فضل و کرم ہو اُس کا بخت یاور رہتا ہے جس پر تیری نظرِ عنایت ہوگی اُس کی امیدیں بر آئیں گی۔ اور سب کا مدعا سر سبز تجھی سے ہے۔ اور ہر ایک دعا کا قبول کرنے والا اور دلوں کی حاجت جاننے والا تو ہی مہربان قادر ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ ترجمہ۔ اور وہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ ارض و سماوات جن و ملک حور و غلمان۔ ابلیس و آدمؑ اور پیغمبرانِ دین و اولیائے کرام اور علمائے دین اور جاندار و بے جان سب کا پیدا کرنے والا۔ وہ ایک ہی قدرت کاملہ و حکمتِ بالغہ رکھنے والا پروردگارِ عالم علیم و حکیم ہے۔ تمام دیندار لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ اپنے پروردگارِ عالم اور اُس کے رسولِ پاک کا ذکر سنا کریں اور یاد کیا کریں

یاد جب آئے محمدؐ تو خدا یاد آیا
سن لیا نام تو پھر صلِّ علیٰ یاد آیا

طبائع اپنے اندر سعادتِ ازلی رکھتی ہیں جن روحوں کو نیک بختی کا کوئی شمع نصیب ہوا ہے جن کے دماغوں میں ایمان کی تھوڑی بہت روشنی سمائی ہے انہیں کے لئے خدا و رسولؐ کی محبت زیبا ہے۔ بیت

چار دیوارِ عناصر میں تماشا تیرا دیکھنے والے ترے دیکھ لیا کرتے ہیں

سچ تو یہ ہے کہ خدا و رسولؐ کو پہچاننے کے لئے دینی تعلیم کی بے حد ضرورت ہے۔ اس لئے بچوں کو پہلے پہل دینی تعلیم دینی چاہیے۔ جس کے طفیل میں دین و دنیا

بھلی ہوگی۔ بچے نیک ہوں گے تو ماں باپ کو بھی آرام ملے گا ورنہ بچوں اور ماں باپ دونوں کو مصیبت جھیلنی پڑے گی۔ اسلام ہی کی تعلیم کا اثر ہے کہ سینکڑوں صوفی۔ اولیاء اللہ صفحہ ہستی پر نمایاں ہوئے ہیں۔

دعائیہ نظم

سلطان العلوم امیر المومنین خلیفۃ المسلمین نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی شان والا میں

شاہ دکن کی ہم پہ عنایت عظیم ہے
اہل دکن کے ساتھ محبت عظیم ہے

رحمت خدا کی ان پہ ہو نازل صباح و شام
بندوں پہ جس کی مہر و عنایت عظیم ہے

فضل و کرم ہو ان پہ خدا کا رسولؐ کا
جس کی سخا و عدل کی شہرت عظیم ہے

بر لا شہ دکن کی مراد اپنے فضل سے
اے قادر قوی تری قدرت عظیم ہے

باطنؔ کی التجا ہو کرم سے ترے قبول
بندوں پہ تیری بخشش و رحمت عظیم ہے

ہمارے علم دوست بادشاہ معظم اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر فرمانروائے دکن صانہا اللہ تعالیٰ عن الشرور والفتن کی مہربانیوں کا اظہار اس ناچیز سے ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ میرے دل مشتاق کی تمنا ہے کہ جو کچھ میری سمجھ میں آئے اظہار کروں جو اس نمک خوار کے حق میں بے حد عزت اور سعادت مندی کا باعث ہے۔ ماشاءاللہ آپ کے مستحکم انتظامات کی شہرت ہر طرف ہو گئی ہے۔ آپ کا فیض و کرم تنگ دستوں اور بے کسوں اور محتاجوں اور بیواؤں اور مصیبت زدہ عورتوں اور مردوں بچوں ضعیفوں، ناتوانوں اور بیماروں پر بے انتہا ہے۔ آپ کی تاریخ مسند نشینی مبارک سے ترقی تعلیم کا نیا آفتاب جلوہ گر ہوا ہے جس نے اپنی سنہری کرنوں سے

دکن کو روشن کردیا ہے۔ حضور اقدس نے رعایا کے تعلیمی مسئلہ کو اپنا فرض
سمجھ کر سررشتہ تعلیمات کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے جس کے عمدہ نتائج ہر طرف
پیدا ہیں۔ آپ نے حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی آراستگی کے لیے سررشتہ آرائش بلدہ قائم
کیا ہے جس سے خوبصورتی شہر کے ساتھ ساتھ پرورشی غربا بھی ہو رہی ہے۔ جو
کسی سے کبھی بھلا نہ جائے گا۔ اس کے علاوہ مسجد باغ عامہ، دواخانہ عثمانیہ،
عدالت العالیہ اور ٹون ہال وغیرہ وغیرہ عمارات اور عثمان ساگر تعمیر بہت
عمدگی کے ساتھ زر کثیر صرف کرکے تیار کئے گئے ہیں جن سے شہر بھر کمال کر دور
دور تک آب رسانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر
ایک تالاب بنام حمایت ساگر بنایا گیا ہے۔ اور ملک کے حصوں میں عمدہ عمدہ مستحکم
بے حد روپیہ خرچ کرکے رعایا کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے عمارات بنائی
جا رہی ہیں شفاخانوں کا انتظام نہایت بہترین ہو گیا ہے۔ تعمیرات کا کام بھی اچھی
طرح عجلت کے ساتھ جاری ہے۔

آپ کا فیض غیر محدود ہے۔ جو بات کہ قیاس میں نہ آتی تھی وہ آج ہم کو نصیب ہے
ریاست کے غیر آباد حصوں کو آباد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ غیر مزروعہ اراضی
کے لئے آبپاشی کے سامان بہم پہنچائے جا رہے ہیں۔ ریاست میں انجمن ہائے
امدادی قرضہ اور زراعتی تجربہ گاہیں قائم کی گئیں ہیں۔ غرض کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں
جس میں گزشتہ چند سال کے عرصے میں حیرت انگیز ترقی نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ تھوڑے
عرصہ میں ہر محکمہ وہر سررشتہ میں توسیع ہوئی ہے اور سلطنت میں امن و امان ہے
ملک آباد اور رعایا خوشحال ہے۔ عالموں اور ہنرمندوں کی قدر و منزلت
کی جا رہی ہے۔ آپ نے اپنی محبت صادقہ کا بیج ہر ایک کے دل میں بویا ہے۔
جس کے باعث ہر ایک کے دل اور زبان سے یہی دعا نکلتی ہے۔

خضر کی عمر ہو تجھ کو عطا بخت سکندر ہو
شہِ عثماں الٰہی تاجدارِ ہفت کشور ہو

آپ ایک ولی صفت انسان ہیں، جن کی تعریف کرنا عقلمندوں کو زیبا ہے مجھ ناچیز کنیز کی زبان قاصر ہے، یہ امن و امان اور یہ انتظام یہ سب دورِ عثمانی کے برکات کا بین ثبوت ہے اور قیامت تک یادر ہے گا۔

آپ زمانۂ تخت نشینی مبارک سے ریاست کا کاروبار بڑی مستعدی اور دانشمندی سے انجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے کہ آپ کی عمر و اقبال و دولت میں دن دونی اور رات چوگنی خدا وند کریم ترقی اور برکت دے۔ آمین ثم آمین۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

پہلے فرمانرواؤں کے زمانہ سے جو بعض افسوس ناک رسمیں چلی آتی تھیں وہ سب موقوف کردی گئیں۔ دس بارہ سال پیشتر حیدر آباد ماہِ محرم الحرام میں ایک تماشاگاہ بن جاتا تھا۔ لوگ طرح طرح کے روپ بدلتے۔ وحشیانہ حرکتیں کرتے مغلظات بکتے اور چیختے چلاتے دن اور رات پھرا کرتے تھے۔ ہر جگہ دنگہ۔ فساد۔ مارپیٹ، اور کشت و خون کا بازار گرم رہتا تھا بہت سا روپیہ فضول اور بدعت کے کاموں صرف کیا جاتا تھا۔ حیدر آباد کے نیچ ذات، دھیڑ۔ مانگ، اقوام میں لڑکیوں کو دیوتاؤں کے نام پر محفوظ کر دینے کا رواج تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں بیہودہ پن کی تھیں جن کو حضور نظام نے مطلقاً موقوف فرما دیا ہے۔ ہمارے آقا کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے۔

ماشاءاللہ دکن کے بادشاہِ عادل۔ علم دوست اعلیحضرت حضور پرنور خود بھی صوم و صلوٰۃ اور شرعی احکام وغیرہ کی پابندی کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ خدا وند کریم نے فرمایا ہے۔ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ ترجمہ، کہو لوگوں سے

نیک بات اور قائم رکھو نماز کو اور زکوٰۃ کو۔ پس ہمارے حضور اقدس اس آیۂ کریمہ کے موافق عمل کر رہے ہیں۔ اس کو وہی جانتا ہے جو انسان کامل ہو جو نہیں جانتا وہ انسانی صورت اور حیوانی سیرت رکھتا ہے آپ خدا پرست اور اسلامی علم کے شوقین ہیں اور آپ شریعت و طریقت کے پابند ہیں جو آپ کی وضع سے علانیہ ظاہر ہے کہ آپ نے اسلامی زندگی اختیار فرمائی ہے رعایا کو بھی آپ کی پیروی کرنا، خداوند کریم نصیب کرے حقیقت میں دنیا کے مذہبوں میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے پیرووں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ قدرت کے وسیع نظارے کا مطالعہ کریں۔ اور قدرت کی نیرنگیوں اور حکمت پر غور کریں۔ غرض کہ تعلیم حقیقی وہی ایک اسلامی تعلیم ہے اور قرآن شریف صرف حکمت الٰہی کا معدن ہی نہیں ہے بلکہ نیچرل فلاسفی یا علم مناظر قدرت سے بھی مالامال ہے۔ اس میں موجودات کے حقائق اور کائنات کے محاسن کا بیان کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جس کا علم آپکو بخوبی ہے۔ غرض کہ میں سچ کہتی ہوں کہ حیدرآباد دکن نے گزشتہ آٹھ دس سال کے عرصہ میں جو ترقی کی ہے۔ اس کی سرعت رفتار کو پیش نظر رکھ کر دیکھیں تو یقین ہے کہ یہ ریاست آئندہ کچھ عرصہ کے بعد اسلامی تہذیب و پابند شرع و قانون اسلامی کا بہترین نمونہ بن جائے گی۔ یہ سب دور عثمانی کے برکات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ معاملات نہایت سرعت کے ساتھ نئی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ عام رعایا مدّعا میں کامیاب ہو رہی ہے۔ آپ ایک سچے حامی دکن ہیں۔ آپ کا قلب خوشنودی خداوند عالم و بہبودی رعایا کے جذبات سے مالامال ہے آپ کی رعایا بے حد آرام سے ہے لوگ مسرت و شادمانی کے نقارے بجا رہے ہیں اور تمام خوف و حزن سے نجات حاصل کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کے مرتبہ کو پہنچ رہے ہیں دریائے کرم شام و سحر جاری ہے جس سے تمام جہاں سیراب ہو رہا ہے۔

اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے خاص و عام رعایا سے

التماس کرتی ہوں کہ

تمام خورد و کلاں اپنے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت بندگانعالی حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر، صاحبزادگان بلند اقبال و صاحبزادیان فرخندہ فال کی صحت و خوشی کے لئے دعا کریں جس کو میں تمام و ظائف سے بہتر سمجھتی ہوں۔

خدائے تعالیٰ ہمارے عادل بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو مع شاہزادگان بلند اقبال ہر طرح صحت اور عافیت کے ساتھ اپنے امن و امان میں رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

عاجزہ

قادری حسینی بیگم باطن حیدرآبادی

اعلیٰ حضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ

خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

کی

شانِ والا تبار میں

سلطنت آپ کو سرکار مبارک ہوئے
تاج پر طرۂ زرتار مبارک ہوئے

میرے عثمان علیخان شہ آصف کو مدام
عدل انصاف کا دربار مبارک ہوئے

صد سال سلامت رہیں سلطانِ دکن
میرے سلطان کو یہ گلزار مبارک ہوئے

مہرباں ہم پہ رہیں اک یہ حضور پرنور
یا خدا ہم کو یہ سرکار مبارک ہوئے

شہ عثمان پہ رہے فضلِ خدا شام و سحر
یہ دعا میری ہے ہر بار مبارک ہوئے

باطن حیدرآبادی

ماں باپ کا ادب اور خدمت

ہرگز کسی بات میں قصور ماں باپ سے نہ کرو جس کے بارے میں یہ فرمان الٰہی ہے سورۂ بنی اسرائیل میں فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ یعنی مت کہہ ان کو اف اور مت ڈانٹ ان کو اور کہہ واسطے ان دونوں کے بات تعظیم کی اور نیچا کرو واسطے ان دونوں کے بازو ذلت کے مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار میرے رحم کر ان دونوں کو جیسا پالا انہوں نے مجھکو چھوٹا۔" ہر ایک کی اولاد کو چاہئے کہ اپنی حسب مقدور اپنے والدین کی حفاظت اور خدمت ادب و عاجزی کے ساتھ کرتے رہیں جیسا کہ خداوند کریم کا فرمان ہے علاوہ اس کے تم کو تمہاری معصومیت کے زمانہ میں پالا اور پرورش کیا اور تمام دنیا کی مصیبتوں سے بچایا۔ اسی طرح تم بھی تمہارے والدین کے ساتھ سلوک کرو۔ کیوں کہ ضعیفی بھی معصومیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر ماں باپ تم پر شفقت نہ رکھتے اور نظر عنایت نہ کرتے۔ اور اپنے محبت بھرے آغوش میں نہ پالتے تو تم کو اس دنیا کا دیکھنا کہاں نصیب ہوتا۔ اور اس قدر عمر کی درازی کہاں پاتے۔ اس زمانہ میں اگر تمہارے ماں باپ یوں سمجھتے کہ ان کے پالنے اور پرورش کرنے میں محنت اور روپیہ بہت صرف ہوگا۔ پھر بیٹے قدردان نکلے تو کچھ قدر کی ورنہ ماں باپ کے استاد بن کر صبح و شام نصیحت کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ اور ہماری محنت، روپیہ، پیسہ سب رائگاں ہو جائے گا۔ یہ خیال بھی ان کو ہوتا تو واجبی تھا۔ کیونکہ آج کل کے زمانہ کے بچے ایسے ہی ہیں کہ ماں باپ کو آرام دینے اور محبت کرنے کے بجائے تکلیف دیتے ہیں ستاتے ہیں سختی سے بات کرتے ہیں مگر افسوس کہ اس دن کو یاد نہیں

کرتے۔ کہ ان میں کروٹ بدلنے کی تاب سکت نہ تھی۔ ایسے وقت میں اگر ہمیں نہ پالتے اور روپیہ جمع رکھ کر اپنے آخری وقت کے لئے کچھ جائداد وغیرہ خرید لیتے تو آئندہ ان کے کام آتی۔ بیت

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا		ستار عیوب قاضی الحاجاتی

مثل مشہور ہے کہ جوانی کی اولاد کام آتی ہے۔ یا پیسا الغرض آدمی کے جسم و دل کی پرورش اور حفاظت جبھی ہوتی ہے کہ اس کا چاہنے والا اور دیکھ کر خوش ہونیوالا کوئی دوسرا جسم اور دل موجود ہو مگر افسوس کہ اس ضعیفی میں کون جانتا ہے۔ نہ حسن رہا نہ جسم نہ عقل رہی نہ ہوش۔ ایک معصوم بچے کی حالت ہوگئی۔ مگر معصوم بچے حسین ہوتے ہیں اس لئے ان کی چاہت ہر کوئی کرتا ہے ضعیفی ایسی چیز ہے کہ انسان کی صورت کو بدصورت کر دیتی ہے بعض لوگ تو ان کو دیکھ کر ڈرتے ہیں۔ ایسی حالت میں کون چاہے گا کون محبت و مروت کرے گا اور ان کو دیکھ کر کون خوش ہوگا یہ زمانہ بڑی بے کسی کا ہوتا ہے اور بے کسی کی حالت وہی جانتا ہے جس پر بیتی ہے۔ جب تم ضعیف ہو جاؤ گے تو تمہاری بے کسی تم کو اطلاع کرے گی علاوہ اس کے تم سخت بیمار ہو کر کم طاقت ہو جاتے ہو تو اس وقت بھی تم کو بے کسی کی اطلاع ہوگی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جمیع خورد و کلاں خواہ کسی مذہب کے ہوں اپنے اپنے والدین کو چاہیں۔ اور محبت کریں ان کی باتیں سنیں اور ان کے دل کی دعائیں ان کے ساتھ بے ادبی نہ کریں۔ بیمار ہو تو ان کی مزاج پرسی کریں۔ دوا لاکے دیں اور خدمت کریں اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ضعیفوں کی عقل صحیح نہیں رہتی۔ ان کا یہ خیال خام ہے ضعیف لوگ جو عمر رسیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو ہر بات میں تجربہ حاصل ہوتا ہے ان کی رائے اور مشورہ بہت قابل قدر ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ انقلاب زمانہ کی وجہ سے پریشان اور فکر مند ہوں تو اس حالت میں عقل کا صحیح رہنا ممکن نہیں یہ بات تو ہر خرد و بزرگ کے لئے ہے۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کون کام بہتر ہے۔ فرمایا کہ نماز ٹھیک وقت پر پڑھنا۔ اور نیکی کرنا اور ماں باپ کو خوش رکھنا اور ہمسایہ کو۔ جو شخص یہ کام نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی نہیں ہوتا۔ اور اوس کو دوزخ میں جگہ دیتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روزی کی وسعت اور عمر کی درازی چاہتا ہو تو اس کو چاہئیے کہ ماں باپ سے نیک سلوک کرے۔ اور قرابتداروں سے محبت اور اتفاق سے رہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتماب کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں بہت ضعیف ہو گئی ہے میں اپنے ہاتھوں سے اوس کو نوالے بنا کر کھلاتا ہوں۔ طہارت کراتا ہوں۔ غلاظت اوس کی دھویا کرتا ہوں۔ فرمائیے کہ ماں کا حق مجھ سے ادا ہوا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اسی طرح سو برس تک ماں کی خدمت کرتا رہے تو بھی اس کے حق سے ادا نہیں ہو سکتا۔ مناسب ہے کہ جب تک جیتا رہے اس کی خدمت کیا کر۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ اور تجھ کو بخشے گا۔ فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی سے ملی ہوئی ہے۔ جو کوئی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی رہے گا۔ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ماں باپ کے منہ پر محبت کی نظر سے دیکھے گا حج مقبول کا ثواب پائے گا۔ اور جو کوئی شخص ماں باپ کی قبر پر زیارت کو جائے گا اور ثواب پہونچائے گا۔ اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جائے گا

ماں باپ کے حقوق دس ہیں

(۱) بھوکے ہوں تو کھانا کھلائیں (۲) ننگے ہوں تو کپڑے پہنائیں (۳) حرمت انکی بجا رکھیں (۴) جب بلائیں بلا عذر حاضر ہو جائیں (۵) ان کا حکم اوروں کے حکم سے پہلے بجا لائیں۔ مگر ان کے کہنے سے بدعت اور رسوم جاہلیت کے کام۔ یا کوئی کام جس سے

دوسرے کو تکلیف پہونچتی ہو۔ اور خلاف حکم خدا و رسولؐ کے ہو ہرگز نہ کریں (۶) کوئی سخت بات اُن سے نہ کہیں (۷) بے نرمی کی بات ان کے سامنے نہ بولیں (۸) ان کا نام لے کر نہ پکاریں (۹) راہ میں اُن سے آگے نہ بڑھیں (۱۰) اگر کافر یا فاسق ہوں تو نرمی سے ان کو سمجھائیں شریعت کے احکام تبلائیں اور جو نہ مانیں تو چپ ہو کر اُن سے الگ ہیں۔ بُرے کاموں میں ان کا ساتھ نہ دیں ان کے حق میں بھلائی کی دعا مانگا کریں۔

انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت کے زمانہ میں ایک شخص بنام علقمہؓ تھے جو بڑے نیک بخت پارسا اور نیکوکار تھے اور صدقہ وخیرات بہت دینے والے تھے۔ اور خدا کی عبادت میں آٹھوں پہر محو رہا کرتے تھے۔ مگر ماں کی نافرمانی کیا کرتے۔ اور اُن کو رنجیدہ رکھتے تھے جس کی وجہ علقمہؓ سخت عذاب میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ ماں نے اُن کی خطاؤں کو معاف نہیں کیا ان کو عذاب سے چھٹکارا نہیں ہوا۔

بہ نسبت باپ کے ماں کا رتبہ بڑا ہے کیونکہ رحمت ماں کے نام سے اتری ہے حضرت رسالتماب کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی خاطر ماں باپ کو اذیت دیتا ہے وہ خدا کے غضب میں گرفتار رہتا ہے۔ اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک دل اور زبان اس کے یکساں نہ ہو۔ والدین۔ دادا۔ دادی، نانا، نانی۔ قرابت دار اور ہمسایہ کے تکالیف میں اپنے تئیں شریک کرے۔ یعنی ان کے ساتھ احسان کیا کرے۔ جس کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ ترجمہ۔ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور قرابت داروں سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور کہو لوگوں سے نیک بات۔ اور قائم رکھو نماز کو۔ اور دو زکواۃ۔

ھدایت۔ ۱۔ ماں باپ کے حق میں خود غرض اور زر پرست نہ بنو۔ اور ان کے

مقابلہ میں شیخی باز اور مغرور اور بدگو نہ ہو۔ ماں باپ کے نافرمان اور ناشکرے نہ ہو، ماں باپ کے حق میں طبعی محبت سے خالی اور سنگدل تہمت لگانے والے نیکی کے دشمن دغا باز اور گھمنڈ کرنے والے نہ ہو۔ بلکہ ماں باپ کے ساتھ محبت کی باتیں کر کے اُن کے دل و مزاج کو خوش اور بحال رکھو۔

(۲) اگر کوئی فرمائش ماں باپ کریں اور تم سے اس کی تکمیل ہونا ممکن نہیں ہے تو تم اس وقت بے مروتی سے جواب نہ دو بلکہ بہت ہی عاجزانہ لہجہ میں یوں کہو "اماں جان یا ابا جان۔ آپ نے جو فرمائش کی اس کی تکمیل کی کوشش کی جائے گی" یہ بات ایک قسم کی اُمید دلاتی ہے۔ امید بہت بڑی چیز ہے خصوصاً ضعیفوں کے لئے نا اُمیدی بہت خطرناک چیز ہے من بعد جب تم کو موقع ملے ان کی فرمائش کی تکمیل ضرور کرو، یہی تمہاری سعادت مندی ہے۔

نظم

بے شک تمہارے واسطے نعمت ہے والدین
دنیا و دین دونوں کی راحت ہیں والدین

خدمت ہے ان کی باعثِ عظمت جہان میں
اللہ سے دلانے کو جنت ہیں والدین

ماں باپ کے حقوق ادا کیا کریں گے ہم
ہاں سر پہ اپنے ظلِ حمایت ہیں والدین

اولاد ناخلف ہو نہ وہ بد دعا کریں
سچ ہے خدا کی عینِ عنایت ہیں والدین

بچوں کی حفاظت

بچوں کی حفاظت والدین کی ادنیٰ توجہ سے تکمیل ہو جانا ممکن ہے مگر صرف اس حد تک نہیں کہ پیدا ہونے کے بعد ماں دودھ پلائے اور باپ کمائی لا کر کھلا دیا کرے اور برس دو برس تک نگہبانی عمدہ طریقے سے کرے، غرض کہ چند ہی سال لاڈ اور پیار سے پالے اور من بعد ڈرانا جھڑکنا اور حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیں کیا اسی کا نام حفاظت ہے بچہ تو کیا عمر رسیدہ شخص کو بھی جھڑکانے ڈرانے سے مزاج میں خفقان۔ اور کم ہمتی پیدا ہو جاتی ہے

اور انسانی حوصلے پست ہو جاتے ہیں، اس لئے والدین کو چاہئے کہ سن بلوغ کو پہنچنے تک بلکہ جب تک ممکن ہو سکے اس کی حفاظت کیا کریں۔ خاص کر چھوٹے بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا لازمی ہے یعنی علی الصباح بچوں کا منھ ہاتھ دھلانا۔ لباس بدلانا۔ ناشتہ کرانا۔ ان کے ساتھ دل خوش کرنے کی باتیں کرنا، اور ان کے ساتھ دل افزائی محبت اور شفقت سے پیش آنا۔ اور اپنے آرام میں ان کا بھی مساوی درجہ قائم رکھنا۔ اور ان کی دلچسپی پیدا کرنا علاوہ اس کے ان کو آداب مجلس سکھانا نشست برخاست کے طریقے بتلانا۔ یہ کام صرف ماں ہی کا نہیں بلکہ اس میں باپ کو بھی حصہ لینا چاہیئے تو حفاظت عمدہ طریقہ سے ہوگی اکثر پرندوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ اپنی اولاد کی نر اور مادہ دونوں ملکر حفاظت کرتے ہیں۔ پالتے اور پرورش کرتے ہیں۔ مگر ان کو اولاد سے کچھ بھی نفع نہیں ہے لیکن حضرت انسان کو آئندہ زندگی میں مدد ملنے والی ہے حقیقت میں اولاد ضعیفی کا عصا ہے غریب ہو یا امیر ماں باپ کو اپنے سے دور نہیں کریگا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اولاد کے موافق دنیا میں کوئی نادر چیز نہیں۔ مگر افسوس کہ جو لوگ اپنی اولاد سے غافل رہتے ہیں ان کو نہ دنیا میں آرام مل سکتا ہے اور نہ عاقبت میں۔

افسوس تو ان ماں باپ پر ہے جن میں ملنساری محبت اور اتفاق نہیں ہے جس کے باعث بچوں کی بھی خرابی ہو جاتی ہے۔ جس میاں بیوی میں اتفاق نہیں ہوتا وہ لوگ اپنے بچوں کو مطلق نہیں پوچھتے نہ وقت پر کھانا کھلاتے ہیں اور نہ لباس پہناتے ہیں۔ نہ ان کی خواہشوں کی تکمیل کا خیال رکھتے ہیں۔ پس ان بچوں کی حالت خود بخود بری ہو جاتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ایک میاں بیوی۔ آپس میں محبت اور اتفاق سے رہا کریں تو آئندہ زندگی بھی آرام سے بسر ہوگی۔ آئندہ زندگی کا دارومدار اولاد کی سلامتی پر موقوف ہے اگر اولاد میں صرف باپ کے موافق بھی لیاقت پیدا ہو جائے اور سلامت روی کی چال سیکھ جائے تو ماں باپ کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ ان لوگوں سے کئی درجہ بڑھ کر نعمت عظمیٰ ہے جو اپنے ماں باپ کو

چھوڑ کر عیسائی بن گئے ہیں۔ یا بڑے آدمی ہو جانے سے ماں باپ کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے ہیں اب ہر ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی حفاظت وغیرہ اور تعلیم و تربیت ایسی کیا کریں جس سے ان کو تکلیف گوارا نہ کرنی پڑے۔ کیونکہ بچوں کے چھوٹے دل ہوتے ہیں اس لئے تسکین و دلاسے کی بیحد ضرورت ہے۔ مگر جو ماں باپ کم سمجھ ہوتے ہیں اور آپس میں خلوص و محبت سے نہیں رہتے وہ بچوں کی حفاظت کیا کر سکتے ہیں بلکہ صبح ہوتے ہی مار پیٹ اور گالیاں شروع ہو جاتی ہیں ہاں اگر ماں بدمزاج اور جاہل ہو تو باپ سمجھ دار اور محبت والا ہونا چاہئے ایسی حالت میں ان بچوں کو کچھ نہ کچھ آرام مل سکتا ہے اور جن کے ماں باپ دونوں بھی بدمزاج اور بیمروت و سخت گو ہوتے ہیں تو ان کے بچوں کی اندرونی حالت بہت بری ہو جاتی ہے۔ گو بظاہر اچھی حالت میں کیوں نہ ہوں یعنی اچھا لباس پہنے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ مگر ان کی صورت پر بیکسی برستی ہے۔ بات سن کر جواب دینا محال طبیعت میں گھبراہٹ ماں باپ سے دور رہنے کی تمنا اور ماں باپ کی آواز سنتے ہی ہوش باختہ ہونا خفیف سی غرض کو بھی والدین سے پورا نہ کر سکنا ایسی ادنیٰ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے غیروں سے مدد چاہنا یہ سب باتیں ان بچوں میں پیدا ہو جاتی ہیں جن کے والدین میں اتفاق نہیں ہوتا۔ الغرض والدین کا سخت برتاؤ اولاد کے لئے ظلم ہے ستم ہے۔ ان کو دنیا میں آرام ملنا دشوار ہے۔ مگر بعض لوگوں کا یہ خیال ہو گا کہ کہیں والدین بھی سخت گیر ہوتے ہیں۔ بجائے شفقت کرنے کے عداوت کرنا یہ بات قیاس میں نہیں آتی۔ یہی خیال ہر کس و ناکس کو ہوتا ہے پس اس خیال سے ان کم سمجھ ماں باپ کا عیب چھپا رہتا ہے اور وہ بیچارے معصوم بچوں کی تکلیف ظاہر ہونے نہیں پاتی۔ فی زمانہ اکثر گھروں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ باپ صبح کچہری کو روانہ ہوا۔ اور شام ناٹک یا سینما دل بہلانے کو چل دیا۔ اب ہی ماں یہ اکیلی کیا کر سکتی ہے۔ جب تک دو دل ایک نہ ہوں کسی بات کا بھی انتظام ہونا محال ہے سوائے پریشانی کے ع پریشانی میں کوئی کام دل سے ہو نہیں سکتا

ماں بیچاری تنہا ان بچوں کے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں کر سکتی۔ اگر وہ خوش مزاج محبت والی

اور استقلال سے کام کرنے والی ہو تو ان بچوں سے محبت کا برتاؤ رکھتی ہے ورنہ خود اپنا ہمدم نہ ہونے کی وجہ سے اِن بچوں سے بے پروا ہو جاتی ہے۔ الغرض ان معصوم بچوں کی مصیبت بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے جہاں ماں باپ کی یہ حالت ہو تو ان بچوں کو کون کھلائے کون پلائے اور کون اُن کے دل کی بات دریافت کرے اور کون اُن کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھے۔ اور کون اُن سے محبت اور شفقت کی باتیں کرے، کون اُن کی محافظت کرے اور کس کے وسیلے سے وہ اپنی زندگی کو بسر کریں۔ جو بچے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ اُن کے دادا۔ دادی، نانا، نانی، اور خالہ پھوپھی وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بھی رحمدل ہوں تو اُن بچوں کی نگہبانی وغیرہ کرتے ہیں۔ اور نہیں تو ماں باپ کی کم توجہی کی وجہ سے یہ بھی انجان ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ معصوم بچے عمر بھر کے خراب و رخستہ ہو جاتے ہیں۔

بعض امیر اپنے بچوں کی سنبھال کے لئے نوکر رکھتے ہیں۔ ماما ئیں۔ اتائیں، وغیرہ مگر اُن کی صحبت بچوں کے لئے ٹھیک نہیں رہتی۔ اُن سے خدمت کرائیں۔ اور بعد ازاں بچے اپنے والدین کے ہاں رہیں۔ تو یہ بات ٹھیک ہے۔ کیونکہ جس قسم کے اثرات ان پر بچپن میں پڑیں گے۔ اور جن کے زیر سایہ وہ پرورش پائیں گے۔ آئندہ اسی قسم کے افعال اُن سے ظاہر ہوں گے۔ نیک صحبت اور اخلاق حمیدہ کا اثر بچوں کے دلوں پر اگر ہووے تو وہ بوڑھے ہونے تک قائم رہتا ہے۔ بچپن ایک نازک زمانہ ہے ایسے نازک زمانہ میں اُن کو ایک رہبر کی ضرورت ہے۔ جو ان کو بدی سے روک کر راہ راست پر لگا دے۔ بجز والدین کے یہ کام کسی سے بخوبی انجام نہیں پا سکتا۔ والدین کی ادنےٰ توجہ سے اس کی تکمیل ممکن ہے۔ والدین مثل درخت کے اور اولاد اُس کی ننھی ننھی شاخوں کے مانند ہے۔ وہ طبعی رجحانات کو جس طرف چاہیں رجوع کر سکتے ہیں۔ بچپن ایک ایسی زمین ہے۔ جس میں بہترین تخم ریزی ہو سکتی ہے۔ ماں باپ کو اولاد کی فلاح و بہبودی میں بہت بڑا دخل ہے۔ بچے کی والدین کے اخلاق و عادات و گفتار

و گرو ارکا اولاد پر عمدہ اثر نہ ہو۔ ان کی اصلاح بعید از قیاس ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ بات ہے اور مشاہدہ ہے کہ بچے بڑوں کی نقل کرتے ہیں۔ اس لیئے تمام والدین کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ عمدہ اور خوش اخلاقی اور محبت کا برتاؤ کیا کریں۔ جن کا اثر ان کے لئے فائدہ مند ہو۔ اور والدین کے عمدہ اخلاق و عادات کا نمونہ اولاد کی آئندہ بہبودی کا ذریعہ ہو اس سے اولاد اور ماں باپ سب کو آرام ملے گا۔

بچہ تو فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے، مگر بعد میں شقی یا سعید بنایا جاتا ہے حضور انور فرماتے ہیں۔ کُلُّ مَولُودٍ یُولَدُ عَلَی الفِطرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ وَیُنَصِّرَانِهٖ۔

مطلب اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ مبداء فیاض نے ہر بچہ کو طریقہ فطرت پر پیدا کیا ہے مگر اس کے سرپرست اپنے طریقہ پر ڈھال لیتے ہیں حدیث شریف اس بات کو بتلا رہی ہے کہ ماں باپ پر اولاد کے چار حق ہیں۔ (۱) نام اچھا رکھیں (۲) احکام شریعت سکھائیں (۳) قرآن شریف پڑھائیں (۴) ختنہ کرائیں۔ وسعت ہو تو نیک عورت کے ساتھ شادی کر دیں

ھدایت۔ ا پہلے اولاد کو اپنے مذہب سے اچھی طرح واقف کرائیں تاکہ وہ دوسرے مذہب میں پیش قدمی نہ کرے۔

(۲) اپنی اولاد کی کسی کام میں ہمیشہ دل شکنی نہ کرتے رہیں کیونکہ اس عمل سے بچہ کو بے انتہا صدمہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچے مایوس ہو کر بزدل اور کم ہمت ہو جاتے ہیں اور کسی کام کے کرنے کے لائق نہیں رہتے۔

(۳) اولاد کو قوی تندرست اور تہذیب یافتہ بنانے کی کوشش کرو تو آئندہ تمہاری ضعیفی کا عصا ہوگی۔ ورنہ ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگی۔

(۴) اولاد کو اپنے سے مانوس بناؤ کہ تمہاری حمایتی اور مددگار مستقل بن جائے۔

(۵) اولاد کو تم اپنا وارث حقیقی علانیہ سمجھو تو تمہارے ہر کام کو دردمندی سے انجام دیگی۔

(۶) تم اپنی اولاد سے ایسا کام نہ لو جو تم سے اس کی انجام دہی محال ہو۔

(۷) بچوں کو اس قدر نہ پڑھاؤ جس سے اُن کی صحت پر برا اثر پڑے۔ بلکہ ان کی صحت و حالت و طاقت وغیرہ کو دیکھ کر تعلیم دی جائے اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو فوراً علاج کراؤ سستی علاج میں نہیں۔ بلکہ تا صحت خدمت بھی کیا کرو۔

(۸) نابالغ بچوں کو کسی دور دراز کے مقام میں تعلیم کے لئے نہ بھیجو کیونکہ چھوٹے بچے ماں باپ سے نہایت محبت رکھتے ہیں، اور والدین کی دفعتاً علیحدگی اُن کے لئے مضر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ خورد سالی میں غیروں کی صحبت اس قدر اثر کرتی ہے کہ ماں باپ کو بھول جاتے ہیں۔ اور خود ایسے بن جاتے ہیں، گویا والدین سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ بلکہ غیر مذہب میں شریک ہو جاتے ہیں۔

(۹) افسوس کہ بعض والدین اپنی اولاد کی حفاظت و تعلیم وغیرہ میں روپیہ خرچ نہیں کرتے صرف جائداد جمع کرنے کی فکر میں عمر کھو دیتے ہیں، جس سے اولاد کی تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے۔ جو بڑی غلطی ہے۔

(۱۰) بچے جوان ہونے کے بعد اُن کے سامنے آپس میں کوئی مذاق اور ہنسی کی باتیں نہ کرو۔

(۱۱) بچوں کو آپس میں مل کر کھیلنے سے نہ روکیں، اور لڑکیوں کو خورد سال یعنی بسم اللہ ہوتے ہی پردہ نہ کرائیں، کیونکہ یہی سن ان کا دنیا کو دیکھنے کا ہوتا ہے پھر ان کو کہاں ایسا موقع ملیگا

(۱۲) بچوں کو ایسی مجلس میں لے جاؤ جہاں مذہبی وعظ یا اخلاقی لکچر ہو۔ اور ناجائز اور رکیک جلسوں میں شریک نہ کرو۔

(۱۳) بچہ اگر کوئی فرمائش کرے۔ اور تم سے پوری نہ ہو سکے تو نفی میں جواب نہ دو کیونکہ نا امیدی بہت تکلیف دیتی ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ بالفعل تمہاری فرمائش کی تکمیل کر دینگے۔ من بعد وعدہ وفا کیا

(۱۴) جو بچہ ذہین اور چالاک ہوتا ہے اس کا دل و دماغ بہت نازک ہوتا ہے اس لئے ایسے بچوں سے تعلیم میں بہت محنت نہ کرائیں تعطیلوں کے زمانہ میں ان کے دل و دماغ کو آرام لینے دیں۔ اور مقوی غذا کھلایا کریں۔

(۱۵) استادوں کو بھی چاہئے کہ بچوں کو تعلیم بہت دلجمعی سے محبت اور مہربانی کے ساتھ دیا کریں کیونکہ کمسن بچوں کو ڈرانا دھمکانا بے حد مضر ہی نہیں ہوتا بلکہ خطرناک ہوتا ہے۔

(۱۶) بچوں کو محبت کی بے حد ضرورت ہے۔ ان کو اپنے ساتھ ساتھ اپنے پہلو میں بیٹھنے اٹھنے کی عادت کرائیں۔ اور راتوں کو اپنے پہلو میں آرام کرائیں۔ یہ سب باتیں بچوں کو سن بلوغ تک بلکہ شادی ہونے تک لڑکیوں کے ساتھ ماں کی محبت اور عنایت رہے اور لڑکوں کے ساتھ باپ کی۔

(۱۷) بچوں سے بات چیت کرنے میں بھی ان کا دل خوش کیا کریں یعنی ہمیشہ نرمی اور محبت سے بات کیا کریں۔ ان کا جو کچھ مدعا ہو اس کو لگا کر سنا کریں۔ روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم پہلے بچوں کی بات سن کر ان کے مدعا کی تکمیل پہلے کرتے تھے، پھر دوسروں کی بات کا جواب دیتے تھے

(۱۸) روایت ہے کہ ایک روز رسول کریمؐ مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت امام حسینؑ جو اس وقت بچے تھے سجدے میں آپ پر سوار ہو بیٹھے۔ جس کے باعث سجدے میں دیر لگی۔ بعد نماز کے صحابہؓ نے دریافت کیا۔ کہ سجدے میں غیر معمولی دیر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میرا بچہ میرے اوپر سجدے میں آ کر سوار ہو گیا میں نے پسند نہ کیا کہ جلدی کر کے اس کو گھبرا دوں۔

(۱۹) پڑوسیوں کے بچے حضرت رسول خدا صلعم کے پاس آتے اور لوگ بھی اپنے بچوں کو آپ کے پاس برکت کی غرض سے لاتے۔ آپ ان کو اپنی گود میں لیتے اور برکت دیتے غرض بچوں پر مہربانی کرتے یتیموں پر ان کے ماں باپ کی طرح شفقت فرماتے پس ہم امتیوں کو لازم ہے کہ آپ کی پیروی کیا کریں۔ اور ہر ایک بچے سے شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آتے رہیں۔ چھوٹے بچوں کو کسی وحشت ناک صورت سے یا آواز سے یا اور کسی چیز سے ڈرانا دھمکانا بہت خطرناک بات ہے۔

ایک شیرخوار بچہ تھا اس کو اس کی ماں جھنجھنے سے ڈرایا کرتی تھی۔ ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ بچہ کھیل رہا تھا۔ ادھر سے جھنجھنا آ گیا اسی بچے نے جھنجھنے کے ساتھ کھیلنا شروع کیا

جب اُس پر ہاتھ مارا تو فوراً جھنگر ہاتھ پر چڑھ گیا۔ چڑھتے ہی بچے نے ڈر کر چیخ ماری اور بیمار ہو گیا الغرض بچوں کا غصہ و ضد کا برداشت کرنا ماں پر لازم و زیبا ہے۔ کیونکہ اولاد کو سوائے والدین کے ناز بردار کوئی نصیب نہیں ہو سکتا۔ انسان تو کیا جانوروں پر بھی دل شکنی کا اثر ہوتا ہے۔ گھر کے پلے ہوئے جانور مثل کتا، بلی، مینا، طوطا، وغیرہ، ان جانوروں کی بھی اگر محبت کے ساتھ پرورش نہ کی جائے ان کی صحت وغیرہ اچھی نہیں رہتی ہے۔ ان کے ساتھ اگر بے رحمی کا برتاؤ کیا جائے تو یہ جانور بھی بے حد لاغر اور ناتوان ہو جاتے ہیں۔ اب فرمائیے کہ جانوروں کی یہ حالت ہے تو انسانوں کی کیا ہو گی۔ بے شک دل شکنی، گناہ کبیرہ ہے۔

اولاد

از میر انیس

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاج دل مجروح یہی ہے
ریحان یہی روح ہی روح یہی ہے

ماں باپ کا دل غنچۂ خنداں ہے اسی سے وہ گل ہے کہ گھر رشک گلستاں ہے اسی سے
سب راحت و آرام کا ساماں ہے اسی سے آبادی کاشانۂ انساں ہے اسی سے

کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے
گھر قید سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

یہ وہ ہے عصا پیر جواں رہتا ہے جس سے یہ وہ ہے نگیں نام و نشاں رہتا ہی جس سے
وہ شمع ہے پر نور مکاں رہتا ہے جس سے وہ در ہے قوی رشتۂ جاں رہتا ہی جس سے

کھوتے نہیں یہ لال زر و مال کے بدلے

موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لعل کے بدلے

دولت بھی یہی شوکت بھی یہی اجلال یہی ہے
عزت بھی یہی حشمت بھی یہی اقبال یہی ہے
سرمایہ بھی [illegible] یہی ہے
[illegible]

دلشاد ہو پہلو میں اگر تم پاس پسر ہے
کچھ پاس نہیں گر یہ گہر پاس نہیں ہے

ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے
پیری میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے
خوں جسم میں آنکھوں میں بصارت ہے پسر سے
ایامِ ضعیفی میں بھی طاقت ہے پسر سے

آرامِ جگر قوتِ دل راحتِ جاں ہے
پیری میں یہ طاقت ہے کہ فرزند جواں ہے

وہ شئی ہے خوشی در پہ کھڑی رہتی ہے جس سے
وہ چین ہے راحت کی گھڑی رہتی ہے جس سے
وہ لعل ہے امید بڑی رہتی ہے جس سے
وہ دُر ہے یہ دُر جان لڑی رہتی ہے جس سے

آرامِ جگر تاب و تواں ساتھ ہے اس کے
پھرتا ہے جدھر راحتِ جاں ساتھ ہے اس کے

مالک سے بھرے گھر کے اجڑ جانے کو پوچھو
گھر والوں سے اس تفرقہ پڑ جانے کو پوچھو
ماں باپ سے قسمت کے بگڑ جانے کو پوچھو
یعقوبؑ سے یوسفؑ کے بچھڑ جانے کو پوچھو

اللہ نہ دکھلائے الم نور نظر کا
بہہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب و جگر کا

بچوں کو ہدایت

۱۔ اے ہونہار بچو! تم کو چاہیے کہ اپنی صحت کو قائم رکھنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہو یعنی اگر تم کو بھوک لگ جائے تو ان پیسوں سے میوہ، مٹھائی، یا دودھ ملائی لے کر کھایا کرو،

اس کے سوا ناٹک اور سینما دیکھنے میں۔ یا سیکل کے کرایہ میں یا جوتے میں یا سگریٹ میں خرچ نہ کرو۔ اگر اس کے عادی ہو جاؤ گے تو تم پھر اس کا چسکا تم کو لگ جائے گا۔ علاوہ اس کے راتوں میں جاگنے وغیرہ سے صحت بھی خراب ہو جائے گی۔

۲۔ اگر تم بڑے ہو جانے کے بعد ماں باپ سے تمہاری نگہداشت وغیرہ نہ ہو سکے تو تم خود اپنے آپ حکیم بنو اپنے آرام و آسائش کا خیال خود کیا کرو یعنی وقت پر کھانا، وقت پر سونا اور وقت پر پڑھنا وغیرہ وغیرہ انتظام کرو۔

۳۔ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ بے حد خوش اخلاقی سے اور محبت و مروت سے رہا کرو تو وہ بھی تمہاری بہبودی اور بھلائی کے سامان کرتے رہیں گے۔

۴۔ خدا کی عبادت اور رسولؐ کی یاد ہمیشہ کرتے رہو کیونکہ بندہ اسی لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۵۔ تم اپنے ہم جنسوں، اور بھائی بہنوں سے محبت اور ملنساری سے رہا کرو اور ان کے ہمراز و ہم خیال بنو تو وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ محبت و شفقت سے رہا کریں گے۔ اگر تم ہمیشہ گلے شکوے کرتے رہو گے تو تمہارا کوئی بھی ساتھی نہ ہوگا۔ بقول غالب ؔ

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ
ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

۶۔ بچوں کو چاہیئے کہ اپنی جو کچھ کمائی ہو یا کوئی چیز ہو ماں باپ کے سپرد کیا کریں کیونکہ ماں باپ کے سوا دنیا میں محافظ نہیں مل سکتا، اور ماں باپ کے لئے اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔

۷۔ بچوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ ماں باپ کا ادب کرتے رہیں جو بچے ماں باپ کا ادب کرتے ہیں وہی سب عزیزوں کا بھی ادب کرتے ہیں اور سب کے پیارے رہتے ہیں۔ فقط

باب پہلا ختم



دوسرا باب　ولادت باسعادت

سنہ ۴۰ جلوس کسریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے، اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنتِ وہب اور دایہ حلیمہ سعدیہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو ماہ کے تھے، کہ آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اور ولادت کے آٹھ برس بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی انتقال کیا، انہوں نے ابو طالب آپ کے چچا کو وصیت کی تھی، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت محبت کے ساتھ پرورش کریں،

سفر شام اور نکاح

جب آپ جوان ہوئے تو آپ کے پاکیزہ عادات و صداقت کا ہر شخص کے دل پر اثر ہوا۔ یہاں تک کہ سب آپ کو امین کہتے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو بڑی شریف اور دولت مند خاتون تھیں اپنی تجارت کا کام آپ کے سپرد کرنے کی خواہش کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا، اور انکا مال ملکِ شام میں لیجا کر فروخت کیا جس میں بہت فائدہ ہوا، جب آپ واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنے وہم و گمان سے بھی زیادہ سچا، اور خوش معاملہ دیکھ کر عقد کی درخواست کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب و حمزہ رضی اور چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر خالد بن اسد کے پاس گئے جو حضرت خدیجہ رضی کے باپ تھے انہوں نے نسبت کی اور آپ کا نکاح ہو گیا۔ نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی۔

اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے زینب رض، اور رقیہ رض، ام کلثوم رض فاطمہ رض، چار لڑکیاں، اور قاسم رض جن کے نام سے آپ ابوالقاسم کنیت فرماتے تھے

طاہر وطیب تین لڑکے پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں نے زمانہ پیغمبری سے پہلے ہی انتقال فرمایا۔ مگر صاحبزادیوں نے اسلام کا مبارک زمانہ دیکھا اور اسلام لائیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کا بیان

سید العرب و العجم کی ذات مبارک اس وقت جلوہ گر ہوئی جب کہ تمام دنیا گمراہی میں مبتلا تھی۔ لوٹ مار، زنا کاری و مکاری، جھوٹ اور بہتان کا بازار گرم تھا بد دیانتی، بد اخلاقی اور بے رحمی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اولاد سی عزیز چیز ان کی نظروں میں ہیچ تھی۔ عرب میں لڑکی پیدا ہوتی تو زندہ دفن کر دی جاتی اور درندہ صفات کا یہ حال تھا کہ بد صورت لڑکا پیدا ہوتا تو مار ڈالا جاتا یا پھینک دیا جاتا ہر جگہ برائی ہی برائی نظر آتی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے مکہ معظمہ سے ایک ایسا آفتاب عالمتاب پیدا کیا کہ جس کی نورانی شعاعوں نے پھیل کر تمام دنیا کو مسخر کر لیا۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ آنحضرت کے پاس نہ دنیا کی بادشاہی تھی۔ نہ دولت لیکن سب کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ آپ ایسے بہترین نمونہ تھے جن کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی، وجہ یہ تھی کہ حضرت رسول خدا ایک رسول تھے، ایک ہادی تھے اور ایک واعظ بھی تھے اور آپ ایک سپاہی بھی تھے، ایک سپہ سالار بھی ایک شوہر بھی تھے اور ایک باپ بھی تھے، اور آپ ایک دوست بھی تھے، ایک عالم اور ایک امی اور ایک حکمران بھی اور ایک فیاض بھی تھے، اور قادر جلیل القدر سلطان بھی تھے، آپ غریبوں، مسکینوں، اور یتیموں کے ملجا اور مولا بھی تھے، آپ ایک واضع قانون بھی، و پابند شریعت، اور ایک درویش اور عابد و زاہد بھی تھے، عارف شب زندہ اور دن بھر دربار کرنے والے حاکم اور خاک نشین، اور بوریا نشین، اور فقیر بھی تھے ایک مورخ اور فلاسفر بھی، اور ایک صاحب الہام بھی، اور ایک بندہ عبادت گزار بھی

اور دن بھر لوگوں کی خبر گیری کرنے والے بھی تھے، اللہ سے وصل بھی، اور مخلوق میں شامل تھے۔

غرض کہ اسی طرح تمدنی اور معاشرتی حالات بتا رہے تھے، کہ اللہ نے آپ کو مکمل اور جامع صفات رسول بنا کر بھیجا تھا حضور بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے، اور جب ضرورت ہوتی تو کلام کو تین تین مرتبہ دُھراتے تھے، آپ کا کلام عالم اور جاہل دونوں پر برابر اثر کرتا تھا، کلام ایسا دلکش ہوتا تھا، کہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیتا تھا، پند و نصیحت کے متعدد پہلو ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق کسی نہ کسی پہلو سے ہدایت حاصل کر لیتا تھا حضور کے کلام میں الفاظ تھوڑے اور معنی بہت ہوتے تھے، حضور باوجود شاہانہ عزت و عظمت اور راحت میسر آنے کے بالکل فقیر تھے، عاجز انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے، حضور کا بچھونا جس پر آپ آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا۔

حضور کے گھر میں مہینہ مہینہ آگ نہ جلتی تھی، کیونکہ کھانے پکانے کی کوئی چیز بھی نہ تھی صرف کھجوروں اور پانی پر گزر اوقات ہوتی تھی، حضور مجلس میں جہاں کہیں جگہ ملتی بیٹھ جایا کرتے تھے، اپنا جوتہ آپ گانٹھ لیتے تھے، اپنا کپڑا خود دھوتے تھے، کپڑے کا پیوند خود لگا لیتے، اونٹ خود باندھتے، اور مویشی کو چارہ بھی خود ہی ڈالتے تھے، پانی بیٹھکر پیتے تھے، دم لینے کے وقت منھ کو برتن سے جدا کرتے تھے، پانی کا پیالہ جب منھ کو لگاتے تو بسم اللہ پڑھتے، اور جب دور کرتے تو الحمد للہ کہتے تھے، حضور سرد پانی سے خوش ہوتے تھے، صبح کے وقت شہد پانی میں ملا کر نوش فرماتے تھے، حضور کو دودھ بہت مرغوب تھا، شرم و حیا، پردہ نشین اور کنواری لڑکیوں سے زیادہ تھی، حضور کو اگر کسی کی حرکت بری معلوم ہوتی تو آپ نام لے کر منع نہ فرماتے بلکہ آپ عام الفاظ میں فرماتے جب کوئی شخص حضور سے معافی چاہتا تو حضور شرم سے گردن جھکا لیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی خلوت یا جلوت میں حضور کی برہنگی نہیں دیکھی

آپ نے کسی غیر عورت کو ہاتھ سے نہیں چھوا حضورؐ عورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے
آپ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ہر صحابیؓ کا حال دریافت فرماتے اور
مناسب سلوک فرماتے تھے، تمام بچوں خصوصاً یتیم بچوں کے ساتھ کمال محبت اور شفقت
سے پیش آتے تھے، اور کوئی نئی چیز آتی تو پہلے بچوں میں تقسیم فرماتے تھے حضورؐ بچوں کو
بوجہ محبت کندھوں پر اُٹھا لیتے تھے حضورؐ خاص کر عورتوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک
کرتے تھے، اور وفات شریف کے وقت تک انہوں نے یہی نصیحت کی کہ عورتوں کے
ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ اور ان کے حقوق تلف نہ کرنا۔

حضورؐ سب لوگوں سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سخی تھے حضورؐ
اپنے بزرگوں کی بڑی عزت کرتے تھے، اور ان کی بات مان لیتے تھے، حضورؐ کا عدل
و انصاف یہ تھا کہ عزیز قریب سے تعلق رکھنے والے کی بھی رعایت نہ فرماتے، انصاف
میں شریف و رذیل کی تمیز نہ فرماتے تھے، سب کے ساتھ مساوی عدل و انصاف کا
برتاؤ کرتے تھے، حضورؐ کے پاس ظلم سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ تھا، اور عفو سے بڑھ کر کوئی بھلائی
نہ تھی حضورؐ کسی سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے تھے، اگر کسی سائل کو دینے کے لئے
کچھ پاس نہ ہوتا تو اسی طرح فرماتے کہ گویا کسی شخص نے اپنے قصور کی معافی چاہی ہے
آپ نے کسی سائل کے جواب میں لا نہیں فرمایا۔

حضورؐ جب چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبری عطا فرمائی، اور
قرآن مجید نازل فرمایا جس وقت حضرت نے انتقال فرمایا، اس وقت گھر میں تھوڑا سا
جو کا آٹا تھا، اس کے سوا کھانے کی کوئی چیز یا روپیہ پیسہ نہ تھا۔

غور کرو کہ یہ حلیہ، اور یہ اوصاف، یہ عادات، یہ لطف و کرم یہ سادہ زندگی
یہ تعلیم و ارشاد، یہ عبادت، یہ تواضع، اور یہ دین الٰہی، کی خدمت سوائے رسول
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ذات میں جمع نہ ہو سکتی ہے

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

اخلاقِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ جب بیت المقدس روانہ ہوئے، واقعہ یہ ہے کہ ایک غلام اور صرف ایک اونٹ اپنے ساتھ لیا۔ حالت یہ تھی کہ ایک دن اونٹ پر حضرت عمرؓ سوار ہوتے اور اس دن غلام اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے چلتا۔ دوسرے دن غلام اونٹ پر بیٹھتا اور حضرت عمرؓ اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے راستہ چلتے تھے، اس طرح منزلیں طے کرتے ہوئے بیت المقدس پہونچے، الغرض ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ نیک برتاؤ رکھیں، اور خلوص و محبت پیدا کریں، اس کے لئے چاہئے کہ پیغمبر خدا، اور آپ کے صحابہؓ کی پیروی کرتے رہیں۔

اب جناب باری میں التجا ہے کہ اپنی اور اپنے حبیب پاک، اور اہل بیتؓ اور صحابائے کرامؓ کی سچی محبت اور کم نہ ہونے والی کشش الفت اس عاجزہ کو و جمیع مومنین کو عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اشرف المخلوقات کی تعریف

خداوند کریم نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ علاوہ اس کے اپنا خلیفہ بھی بنایا ہے جس کی شان میں خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ رسول کریم پیغمبر خدا کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا، مگر جو لوگ نیک کام کریں گے، ولی ہوں گے، ولی خدا کا نام ہے

غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ خداوند کریم نے بندہ کی عزت وشان اپنی شان کے موافق بنایا ہے۔ بیت

فرشتوں نے سجدہ کیا ہے جسکو حقیقت میں انسان کیا چیز ہے

خداوند کریم کا فرمان ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی پروردگار کہ مجھکو بنانا ہے زمین پر ایک نائب۔ جاننا چاہئے کہ خلقت انسانی تین چیزوں سے کامل ومکمل مرکب ہے، اور وہ روح جسم اور نفس ہیں، اور اللہ نے انسان کی معنوی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔ اب انسان کا ولی صفت ہونا کوئی مشکل بات نہیں ہے مگر شیطان کے بہکانے سے انسان بہک جاتا ہے، اور ولی کی صفت کو چھوڑ کر شیطانی صفت پیدا کرلیتا ہے۔ جیساکہ جھوٹ بولنا۔ چوری کرنا۔ شراب، سیندھی پینا، رشوت کھانا ظلم کرنا۔ برے کام کرنا، حق داروں کی حق تلفی کرنا، اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہ کرنا یہ سب شیطانی کام ہیں شیطان کہتا ہے کہ جیسا تم کو جنت سے نکالا ہوں، ویسا ہی جانے نہ دوں گا۔ یہ باتیں پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خود گھر کے بڑے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں یہ بات قاعدہ کی ہے۔ کہ سرپرست یعنی گھر کا بڑا جو کام کرتا ہے، اسی کام کو سب گھر کے چھوٹے بڑے بھی کریں گے، اس لئے چاہئے کہ سب سے پہلے سرپرست اپنے عادات کو رحمانی بنائیں اور ولی کی صفت پیدا کریں، تو ہر گھر میں امن وامان ہوجائے گا۔

مثلاً جس شہر کا بادشاہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوتا ہے، اس شہر کی رعایا کا بھی نمازی پرہیزگار ہونا لازمی ہے، کیونکہ اپنے مالک کی اتباع کرنا سب لوگ ضروری کام سمجھتے ہیں ایسا ہی جس گھر میں مالک نیک کام کرے، اور راہ راست پر چلے تو اس کی پیروی سب گھر کے لوگ یعنی بیوی بچے وغیرہ سب کریں گے،

ذرا نظر غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے والوں کے بچے بھی اپنے ماں باپ کے موافق پابندی کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں یعنی خردسالی سے ان میں

یہ باتیں پیدا ہو جاتی ہیں، بچہ کو کچھ کچھ چلنا آیا یا نہیں اُٹھتے بیٹھتے جا کر ماں باپ کے پیچھے جا نماز پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

ایسا ہی بیڑی، گانجہ، سیندھی، اور شراب پینے والے کا لڑکا بھی باپ کی پیروی شروع کر دیتا ہے۔ لہذا جتنے بُرے کام ہیں بڑوں کو دیکھ کر چھوٹے بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صدہا نقصانات پہنچنے کے علاوہ سب سے بڑا ضرر یہ پہنچتا ہے کہ انسان حمایت اور افعالِ الٰہی کا سہارا لینے سے محروم ہو جاتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اپنی رُوحانی قوت کے بڑھانے سے بھی معذور رہتا ہے۔

اب تم کو چاہئے کہ شیطانی خیالات دُور کرنے کے لئے کتب بینی کیا کرو اور مطالعہ میں کتابیں ایسی ہوں جن میں اولیائے کرامؒ کا تذکرہ ہو، رفتہ رفتہ تمہارے دل ودماغ اولیائے کرام کی پیروی پر مستعد ہو جائیں گے، اور توبہ کی توفیق ہو گی،

اسلام کے ہونہار لڑکو اپنے ایمان کو سنبھالو، دُنیا کی نہیں کچھ بھی عزت عقبیٰ کی بڑی ہے شان و شوکت، دُنیا کے لئے دین کو نہ کھونا، ورنہ ہمیشہ کا ہو گا رونا،

نادانی کی وجہ سے اکثر والدین بچوں کے سبب پریشان رہتے ہیں، کیونکہ بچپن ہی میں انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اچھی طرح سے نہیں کی، نیکی ان کو مطلق نہیں سکھائی غرض کہ پابند شریعت بنو، جو لوگ شریعت کے پابند ہوتے ہیں، ان کی پابندی ان کی وضع سے علانیہ ظاہر ہونے لگتی ہے، مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ کہنے کے مسلمان ہوتے ہیں، ان کی علانیہ وضع اور ظاہر داری، بالکل عیسائیوں کی طرح ہوتی ہے، یعنی داڑھی مونچھ منڈھوانا، سر میں بال رکھ کر ٹیڑھی مانگ نکالنا، اور مفلر اور نکٹائی سے اپنے کو آراستہ کرنا، کرسی اور میز پر بیٹھ کر تناول طعام کرنا، اور چند انگریزی الفاظ کا برتنا، اور استعمال کرنا ان سب باتوں کو وہ لوگ اپنی لیاقت کا ثمرہ سمجھتے ہیں اور بڑی شان سے اپنی بیوی کے ساتھ احکامِ الٰہی کی باتیں کرتے ہیں مگر خود تو

پورے عیسائی بن جاتے ہیں، غرض کہ ان کو لغویات میں پھنس کر مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور گھر کی شریف بیوی کو ہر وقت نصیحت کرنا شروع کرتے ہیں کہ تم نماز پڑھا کرو۔ روزہ رکھو اور ہر ایک سے پردہ کیا کرو۔ میرے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ غرض کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ شریعت کی پابندی صرف عورتوں کے لئے ہے اور مردوں کو معافی کی چیٹھی مل گئی ہے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ مکین کی روشن جیسی ہوگی ویسی ہی بیوی اور بچوں کی بھی ہوگی، ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ ابتدائی مقدس تعلیم اسلام کی اپنے بچوں کو دلائیں، اسی تعلیم سے مسلمان معراج تک پہنچ جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے اپنے اسلامی بزرگان دین کے عادات و اطوار کو ترک کر دیا، اور سنت نبوی کے اجتماع سے انحراف کیا اور احکام الہی سے کچھ سروکار نہ رکھا، اس وقت ان کی روحانی عقلی اور جسمانی قوت وغیرہ میں فرق آجاتا ہے، لہذا اسلامی تعلیم بھی حکمت ہے ؎

اے بشر پیدا ہوا تو بندگی کے واسطے　　　کام کر دنیا میں سب حق کی خوشی کے واسطے
اے عزیز انسان بد اچھا نہیں رہتا کہیں　　　کیونکہ ہی اعزاز نیکی راستی کے واسطے

نماز کی فضیلت

اکثر نمازی لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ کر خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، مگر ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ نماز سے خاص فوائد ہمارے لئے بھی ہیں۔ نماز کی پابندی سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور نمازی رفتہ رفتہ راہ راست پر آجاتا ہے گناہوں سے نفرت اور نیکی سے الفت پیدا کرتا ہے، بیمار کو شفا حاصل ہوتی ہے ہجر کی بیماری والوں و اختلاج قلب والوں اور دائم المرض، اور مداقوں کو نماز نہایت

نہایت مفید ہے یعنی رفتہ رفتہ عیب سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور روحانی قوت بڑھتی ہے۔

نمازی کو آسیب اور جادو ٹونے کا بھی اثر نہیں ہوتا، نماز مشکل کشائی کی امید دلا کر زندہ دلی پیدا کرتا ہے، اگر کوئی فکر مند اور مصیبت زدہ شخص بے کسی کی حالت میں اپنی مصیبت زدگی کے لئے صبر کے ساتھ نماز شروع کرے، تو پروردگار عالم جو عالم الغیب ہے اس کی غیب سے مدد کرتا ہے جس کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

(پارہ سیقول، ع ۳) ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے، تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے۔

اور حکیم لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اگر تم کو کوئی مصیبت و رنج پیش آئے تو تم صبر کے ساتھ عبادت یعنی نماز کی پابندی کیا کرو۔ تو خداوند کریم تمہاری مدد ضرور کریگا امید ہے کہ جمیع دیندار بہن بھائی نماز کی ضرور پابندی کریں گے، اور جمیع آفات اور بلیات اور پریشان کرنے والے خیالات سے محفوظ رہیں گے،

غور کرو تو معلوم ہوگا کہ عشاء کی نماز اگر پڑھ کر سو جائیں تو نیند آرام سے آتی ہے اور دل پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے، جس سے نیک خوابی ہوتی ہے اور بیقرار دل کو قرار نصیب ہوتا ہے۔

اگر اسی طرح صبح سویرے اٹھ کر نماز ادا کرتے رہیں، تو تمام دن راحت و آرام سے کٹ جاتا ہے، ایسی ہی پنج وقتہ نماز کی فضیلت ہے،

نمازی کے دل سے کبر و غرور دور ہو جاتا ہے، اور نمازی متوکل اور صابر و صاحب دل بن جاتا ہے،

(نوٹ):۔ بیمار کو بار بار وضو کرنے سے سردی اور مرض بڑھنے کا خوف

ہو تو اُس کو چاہیئے کہ تیمم کر کے نماز ادا کر لیا کرے، اور بیمار کو لازم ہے کہ نماز میں جلدی نہ کرے، آہستہ آہستہ وقفے کے ساتھ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو آسانی ہوگی، ہکان نہ ہوگی۔ اور انشاءاللہ اچھے رہی روز میں صحتِ کلی حاصل ہو جائے گی یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے۔

رہبر طریقت میں لکھا ہے کہ نماز کی پابندی سے عمر دراز ہوتی ہے اور تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو کوئی پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ دل متوجہ ہو کر اچھی طرح ادا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو پانچ چیزیں عنایت فرماتا ہے، ایک یہ کہ گور کے عذاب سے اُس کو بچائے گا، دوسری یہ کہ رزق کی تنگی اتنی نہ ہوگی کہ جس سے وہ پریشان رہے، تیسری یہ کہ اس کا چہرہ ایمان کے نور سے منور ہوگا، چوتھی یہ کہ نامہ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیں گے، اور پل صراط پر سے بجلی کی طرح پار ہو جائے گا، پانچویں یہ کہ بے حساب اور بے عذاب بہشت میں داخل ہوگا! اور میں اُس سے راضی رہوں گا۔

شبِ برات کی فضیلت

شب مبارک شبِ برات کی فضیلت تمام مسلمانوں پر روشن ہے، برات کی فضیلت اور شب بیداری میں جو فضائل کلام پاک سے ظاہر ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں یہ رات نہایت مبارک اور فضیلت سے متعلق ہے، نماز دوگانہ شب بھر بیداری سے ادا کریں، اور جو روحیں بارگاہِ ایزدی میں شمار کی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کے پاس حساب و کتاب ہوتا ہے۔ ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگیں بفضلہ تعالیٰ

مقبول ہو جاتی ہیں، ان تمام باتوں کو چھوڑ کر مسلمان اس مبارک رات میں آتشبازی میں مصروف ہو جاتے ہیں، جو بدعت ہے۔

اس شب مبارک میں چاہئے کہ غسل کریں، پاک لباس پہنیں، آنکھوں میں سرمہ لگائیں، مردوں اور زندوں کو خوش رکھیں، یعنی مقدور کے موافق نقد یا طعام یا لباس میں خیرات کر کے مُردوں کی رُوحوں کو ثواب پہنچائیں اور پروردگار عالم جل جلالہٗ کی خوشنودی ڈھونڈیں، اور توبہ و استغفار کرتے ہوئے تلاوت قرآن مجید، نمازوں اور دعاؤں میں مشغول اور محو ہو جائیں

روایت ہے کہ اس رات میں جناب باری تعالیٰ کی رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتی ہے کہ کون ہے آج مجھ سے مانگنے والا میں اس کی حاجت روائی کرتی ہوں، کون ہے آج رزق طلب کرنے والا میں اس کی رزق میں ترقی کرتی ہوں، کون ہے آج گناہوں کی مغفرت چاہنے والا میں اس کے گناہ معاف کر دیتی ہوں، پس اس رات میں غافل سونا اور لہو ولعب میں مشغول ہو جانا بڑی حسرت اور ندامت کا سبب ہو گا۔

مختصر مسائل صیام شہر رمضان

روزہ اسلام کا ایک رکن ہے، اس کا منکر کافر، اور بغیر عذر شرعی ترک کرنے والا فاسق، اور گنہگار ہے، پروردگار عالم سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے،

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ہ (ترجمہ) مسلمانو! جس طرح تم سے پہلی اُمتوں اور قوموں پر روزے لکھے گئے تھے تم پر بھی اسی طرح لکھے گئے۔ تاکہ تم میں تقویٰ پرہیزگاری پیدا ہو

نیّت

روزہ میں نیّت شرط ہے، روزۂ رمضان کی نیت نصف النہار سے پہلے تک بھی کی جاسکتی ہے، لیکن رات ہی سے نیّت کرلیں تو افضل ہے،

روزۂ رمضان ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے، اگر کوئی شخص بحالت مرض یا سفر میں ہو یا عورت حالتِ ایّام میں ہو تو یہ سب روزہ ملتوی کرسکتے ہیں مگر عذر رفع ہونے کے بعد قضا کرنی چاہیئے، حاملہ یا دُودھ پلانے والی عورتیں جن کو روزہ رکھنے سے خود کو یا بچوں کو مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے، ضعیفی کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام کھانا کھلائے، لیکن رمضان شریف کی حرمت کو پیش نظر رکھ کر ان تمام لوگوں کو دن کے وقت علانیہ کھانے پینے سے احتراز کرنا چاہیئے،

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے یا مجامعت (ہم بستری) کرنے سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہوجاتے ہیں، کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہو تو دو مہینے پیاپے روزے رکھے یہ بھی نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے۔

اگر کلی یا ناک صاف کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے اور اس کو اپنے روزے کا علم بھی ہو تو صرف قضا لازم آئے گی،

حقنہ یا منہ بھر کے قے کرنے یا نگلنے، یا چنے برابر کوئی چیز دانتوں میں لگی ہو اور ویسے ہی اس کو نگل جائے تو ان صورتوں میں بھی صرف قضا کرنی چاہیئے،

اگر کوئی صبح ہوچکنے کے بعد، یا آفتاب ڈوبنے سے قبل اس خیال سے کہ سحر کا وقت باقی ہے، یا افطار کا وقت آگیا ہے کچھ کھا پی لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے

حلق میں غبار، یا مکھی، مچھر، داخل ہونے، کان یا آنکھ میں پانی ڈالنے، یا احتلام ہونے، یا بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا۔

روزہ دار کو عطر لگانا، سرمہ لگانا، اور مسواک کرنا جائز ہے۔ بچے کو کھلانے کے لئے ماں کا کسی چیز کو چبانا، یا شوہر اور آقا کے خوف سے سالن وغیرہ کا چکھنا بھی درست ہے۔

روزہ دار کا سونا عبادت، خاموشی تسبیح، نماز، دعا مستجاب، اور اس کے منہ کی بو عند اللہ مشک سے زیادہ خوشبودار، اور اس کی اطاعت کا ثواب مقررہ اجر سے دوچند ہے۔ جھوٹ، بدگوئی، اور گالی، گلوچ وغیرہ یا بیہودگیوں میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے۔

تراویح

رمضان میں عشاء اور وتر کے درمیان بیس رکعت تراویح دس دوگانے باجماعت ادا کرنا مسنون ہے۔ ہر دو دوگانوں کے بعد اتنا توقف کرنا چاہیے کہ چار رکعت نماز ادا ہو سکے۔ تراویح میں کم از کم ایک بار تمام قرآن مجید سننا چاہیے، دو یا تین بار سننا افضل ہے۔ تراویح میں امام کے رکوع کرنے کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھنا مکروہ ہے۔

عورتیں تراویح گھر میں پڑھیں، اگر کوئی شخص فریضہ نماز عشا امام کے ساتھ نہ پڑھا ہو یا تراویح میں شریک نہ رہا ہو تو ایسے شخص کو بھی وتر میں امام کی اقتدا روا ہے۔

وتر کا جماعت سے پڑھنا۔ رمضان شریف کی خصوصیات سے ہے۔ اور شب قدر میں نماز کی نیت سے غسل کریں، بعد عشا، تراویح نوافل نماز ادا کریں۔

اسلام میں یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے۔ کہ عجیب جوش محویت ہے کہ جب مسلمان دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

یا اللہ وہ تکلیف جو راحت قلبی کا باعث ہو حقیقت میں عبادت میں جو راحت

ملتی ہے وہ دوسرے شغل میں نہیں مل سکتی۔ اِلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ہ

نظام الاوقات ستّہ شوّال

حدیث شریف۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ کُلِّہٖ۔ (ترجمہ) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے مہینے کے چھ روزے رکھے تو گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

انتباہ، صیام ستّہ شوال بروئے احکام فقہ شوال کے مہینے میں منفصل، یا متصل جیسا چاہیں ادا کئے جا سکتے ہیں، کیونکہ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا منع ہے لہٰذا نظام الاوقات ستہ شوال کی ترتیب ۲ شوال سے عمل میں آئی ہے۔

روزے کی فضیلت

روزے کی بہت سی فضیلتیں ہیں، صحت اچھی رہتی ہے، صبر و تحمل کی عادت ہوتی ہے۔ روزہ دار کے دل میں نیکیاں پیدا ہو جاتی ہیں بعض دائمی بیماریاں بھی دفع ہو جاتی ہیں۔ بیت

تیس۳۰ دن بھوک پیاس کو روکو یہ ریاضت ہے آدمی کو مفید

نیت روزہ

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ صَوْمِ رَمَضَانَ (یا)، نَوَیْتُ بِصَوْمِ غَدٍ۔

دعائے افطار

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ۔ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

أَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ وَاَفْطَرْتُ،

رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کا بہت بڑا ثواب ہے

قرآنِ مجید رمضان شریف میں نازل ہوا تھا، اور رمضان میں تلاوت قرآن مجید کا بہت بڑا ثواب ہے اس لئے عورتوں، مردوں، اور بچوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دِل میں تلاوت قرآن مجید کا شوق پیدا کریں، سحر کے بعد سے صبح کی نماز تک قرآن شریف اردو کے ترجمے کے ساتھ تلاوت کیا کریں تاکہ سننے والوں کو بھی معلومات ہوں،

مگر روزہ رکھنے کے بارے میں احکام شریعت

اکثر لوگ چھوٹی عمر کے لڑکے اور لڑکیوں کو روزہ رکھواتے ہیں جو خلافِ شریعت ہے، چھوٹی عمر سے میری یہ مراد ہے کہ گیارہ سال سے کم عمر بچوں کو روزہ ہرگز نہ رکھوائیں، اور اگر گیارہ سال سے زیادہ عمر کا بچہ جسمانی صحت کے لحاظ سے کمزور ہو تو تب بھی اس کو روزہ نہ رکھوانا چاہئے، گیارہ سال کی عمر بھی کوئی شرعی عمر نہیں ہے۔ شریعت نے روزہ بالغ عورت اور بالغ مرد پر فرض کیا ہے اس واسطے جب تک لڑکا یا لڑکی بالغ نہ ہو جائے۔ اس کو روزہ رکھنے سے روکنا چاہئے۔ مگر گیارہ سال کی عمر اس واسطے مقرر کی گئی ہے کہ چھوٹی عمر کے لڑکے اور لڑکیوں کو روزہ رکھوانے اور ان کی شادی منانے کا رواج، بے انتہا ہے، جس کی وجہ سے گرمیوں کے دنوں میں کئی بچے پیاس سے تڑپ تڑپ کے

بے ہوش ہو جاتے ہیں، اس لئے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھوانا گناہ ہے۔

اکثر بچے ضد کر کے روزہ رکھتے ہیں اور ماں باپ اپنی بے علمی کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ روزہ کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع نہیں کرتے بعض کمزور بچوں کے جان پر بن جاتی ہے اور بعض بیمار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول خدا صلعم نے حدیث میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ بیماروں اور مسافروں کو روزہ نہ رکھنا چاہئے بلکہ بعد جب وہ تندرست ہو جائیں اور سفر ختم ہو جائے تب روزہ کی قضا ادا کرنی چاہئے۔ مگر عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت لوگ اس بات کی پروا نہیں کرتے خاص کر عورتیں بیماری اور مسافرت کی حالت میں بھی روزہ رکھنے کے لئے ضد کرتی ہیں، یہ بہت بری بات ہے، جو خدا و رسول کے احکام کی توہین اور حقارت ہے، کہ اس نے تو مسافر اور بیمار کو یہ انعام دیا ہے، کہ وہ روزہ نہ رکھے اور قضا کرے، مگر انسان کہے کہ میں خدا کے اس انعام کو قبول نہیں کرتا، ذرا غور کرو کہ اگر کوئی بادشاہ یا کوئی راجہ یا نواب اپنے کسی ماتحت کو سر دربار کوئی انعام دینا چاہے۔ اور وہ ماتحت یہ جواب دے کہ جناب! مجھے اس انعام کی ضرورت نہیں ہے، یہ کیسی گستاخی کا جواب ہوگا۔ بادشاہ اس سے ناراض ہو جائے گا۔

اگر بیماری وغیرہ کے سبب سے روزہ جو لوگ چھوڑ دیتے ہیں، ان کو چاہئے کہ اس کی قضا ادا کریں، مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ایسا نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے پس ہمارے سال کا ایک مہینہ ہماری زندگی کا ایک ایسا حصہ ہونا چاہئے جو منزہ جسم اور طہارت قلب کا کامل نمونہ ہو، تاکہ ہمارا کامل منزہ اور طاہر ہو، اور اس طرح ہماری کامل زندگی منزہ اور طاہر ہو، اس لئے آنحضرت صلعم نے

ارشاد فرمایا ہے، مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)۔ (ترجمہ۔ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب اور نیکی کے ساتھ رکھے، اس کے اگلے گناہ معاف ہوئے۔

ہماری تقسیمِ اوقات

زندگی کی سب سے بڑی اور طویل تقسیم خود ہماری عمر اور سب سے مختصر لحظہ ہے ہمارے لئے ہر لحظہ ایمان باللہ یا جاء الرسول، ہر روز پانچ بار نماز، سجدۂ نیاز، ہر ہفتہ نمازِ جمعہ ہر سال صیامِ رمضان و زکوٰۃ، اور عمر میں ایک بار زیارت مسجدِ خلیل، اور ادائے نماز ابراہیمی فرض ہے۔

مسئلہ فطر

بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کے لئے عیدگاہ میں جائیں اس سے پہلے ہی صدقہ دے دیں پہلے نہ دیں تو بعد بھی۔

مسئلہ، جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے، جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے۔ چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو، چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقۂ فطر کہتے ہیں۔

صدقۂ فطر

سوال:۔ صدقۂ فطر کے کیا احکام ہیں،

جواب: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد پر جب کہ وہ صاحب نصاب ہوا پنے اور اپنی نابالغ اولاد اور لونڈی غلاموں کی طرف سے بھی دینا چاہیئے۔

سوال: صدقۂ فطر میں کیا کیا چیزیں دے سکتے ہیں؟

جواب: کھجور، جو، اور گیہوں دینا مستحب ہے، منقیٰ، جوار، باجرا، مکئی، چاول، مونگ، اور چنا وغیرہ بھی دے سکتے ہیں۔

سوال: صدقۂ فطر کی کیا مقدار ہے؟

جواب: گیہوں، آٹا، ستو، یا کشمش ہو تو نصف صاع (پونے دو سیر) اور جو کھجور وغیرہ ہو تو ایک صاع (ساڑھے تین سیر) اور غلے کے عوض اس کی قیمت دینا بھی جائز ہے

آداب عید

نماز عید۔ عیدگاہ میں ادا کیجئے صرف یہ ایک دن ہے کہ کلمہ گویان اسلام کے لیئے وہ بابرکت موقع آتا ہے۔ کہ وہ دوگانۂ نماز عید میں شرکت حاصل کریں اس موقع پر یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نماز عیدین کے لیے مسجدوں کا کوئی حق نہیں ہے، بلکہ ان دونوں کی مستحق صرف عیدگاہ ہے، چنانچہ اس بارے میں حضرت شارع اسلام کے عمل و احکام جاری ہو گئے ہیں،

نمازِ عید اضحےٰ

نماز عید اضحیٰ واجب ہے، اس کے لیئے علی الصباح مسواک کرنا، نہانا، جہاں تک ممکن ہو اچھا لباس پہننا، خوشبو ملنا، سرمہ لگانا مستحب ہے ان کاموں سے فارغ ہو کر کچھ کھائے پیئے بغیر عید اضحیٰ میں، اور عید الفطر میں شیر قورمہ وغیرہ کھا کر

عیدگاہ کو پیدل جانا افضل ہے، اور سواریوں میں بھی جا سکتے ہیں،

بعض وہ احادیث جن سے عیدگاہ جانے کی اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہیں درج ذیل ہیں،

(۱) ترجمہ حدیث شریف۔ محمد بن علی بن خفیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ ان کے باپ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ میں مسجد میں نماز نہ پڑھتے تھے بلکہ عیدگاہ میں آتے تھے،

(۲) ترجمہ حدیث شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ سنت میں سے ہے۔ کہ آدمی عیدگاہ جائیں، اور یہ فرمایا کہ عیدین کے دن باہر نکلنا سنت میں سے ہے، اور مسجد کو سوائے بوڑھے یا مریض کے کوئی نہ جائے

(۳) ترجمہ حدیث شریف، مطلب بن عبداللہ بن حفیظ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عید کے دن عیدگاہ کو بڑے راستے سے تشریف لے جاتے تھے، اور واپس تشریف لاتے تو دوسرے راستے سے عمار بن یاسر کے گھر تشریف لاتے،

نماز عید الفطر کا طریقہ

ف۱۔ اس طرح نیت کرو، نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر ساتھ چھ تکبیروں کے پڑھتا ہوں میں واسطے اللہ کے، منہ کعبہ کی طرف تابع امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھ کر

ف۲ امام کے ساتھ کان کی نوک ہاتھ اٹھا کر اور اللہ اکبر کہہ کر ارسال کرو یعنی چھوڑ دو۔

ف۳ قدرے سکون کے بعد پھر ہاتھ اٹھا کر اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دو۔

ف۴۔ تیسرے مرتبہ پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر باندھ لو۔

ف۵ جب امام قرأت شروع کرے تو مقتدی خاموش رہیں، اور پہلی رکعت رکوع وسجود وغیرہ کے ساتھ پوری کرے،

ف۶ جب دوسری رکعت میں امام قرأت الحمد للہ پڑھ چکے تو قبل از رکوع کے پہلی رکعت کی طرح اول تین تکبیریں امام کے ساتھ کہیں، اور ہاتھ چھوڑ دیں چوتھی مرتبہ امام کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر مثل رکوع میں جاویں اور باقی نماز بدستور پڑھیں،

ہدایت

عید کے دن کی تیاری اپنے حسب مقدور آٹھ چار روز پہلے ہی کر رکھنا چاہیئے، مثلاً لڑکیوں کے کپڑے سلوا کران کو رنگ اور چن کر رکھیں، اور لڑکوں کے بھی کپڑے سلوا کر یا دھلوا کر گھنڈیاں وغیرہ لگوا کر تیار رکھیں، تاکہ عید کے روز کسی قسم کا حرج نہ ہو، ممکن ہو تو مکان کو لیپوا کر، صفائی وغیرہ کروالیں کیوں کہ عید میں عزیز واقارب ضرور آتے ہیں، علاوہ اس کے کھانے پکانے کا، سامان بھی مہیا رکھیں، پان، سپیاری، لونگ، اور الائچی، عطر وغیرہ یہ سب چیزیں حیثیت کے موافق موجود رہیں،

بعض لوگ عید کے روز سودا خریدنے میں رہ جاتے ہیں، اور نماز عیدین کی شرکت کا شرف حاصل کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں اس لئے عیدین کا انتظام چند روز قبل ہی سے کرنا بہتر ہے،

عید کی خوشی

مہ صیام گیا، اور روز عید آیا　　خوشی کا عید کی حق ہر کوئی بجالایا

کیا ہے شکر خدا و ند روزہ داروں سے　　کہ اپنے صبر کا انعام ہم نے بھر پایا
گئے ہیں ایسے مساجد میں تحلکھنا خوش خوش　　کہ جیسے طفل ہو مکتب سے چھوٹ کر آیا
شگفتہ آتے ہیں اس طرح عیدگاہ سے لوگ　　کہ گنج گویا انہوں نے خدا سے ہی پایا
حسین جاموں میں پھولے نہیں سماتے ہیں　　کہ دن خدا نے نمائش کا ان کو دکھلایا
عزیز دوست گلے ملتے پھرتے ہیں باہم　　خدا نے سینکڑوں روٹھوں کو آج ملوایا

ادھر ہے فصلِ بہار اور ادھر ہے عیدِ فطر
سماں نشاط کا ہے شہر و دشت پر چھایا

مسائل زکوٰۃ سوال و جواب

سوال:۔ زکوٰۃ اپنے ماں باپ اور سادات وغیرہ اور تعمیرِ مسجد یا مردے کے قرض میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ماں باپ سادات اور مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور کوئی شخص مر گیا ہوا اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ گیا ہو تو اس قرض کی ادائی میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ ان ممانعتوں کی وجہ یہ ہے کہ والدین اور سادات کو ایک ایک قسم کی بھیک ہے۔ اس لئے اس کا دینا والدین اور سادات کے شرف عزت کے مناسبِ حال نہیں علاوہ اس کے ہمارے پیغمبر صلعم کو جو بے غرض اور بے نفس کے اعلیٰ ترین نمونہ تھے، یہ منظور نہ تھا کہ میری اولاد لوگوں کی زکوٰۃ سے پیٹ بھرے، مسجد اور مردے کے قرضہ میں زکوٰۃ اس لئے نہیں دی جاتی کہ زندہ غریب اور بے کس لوگوں کو مدد دینا، زیادہ ضروری ہے بہ نسبت مسجد بنانے یا مردے کے قرض کی ادائی کرنے سے،

سوال :- کون سے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ؟

جواب :- ماں باپ کے سوا جتنے غریب رشتہ دار ہوں ان سب کو زکوٰۃ دینی جائز ہے، علاوہ اس کے ساس اور خسر کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں، ساس اور خسر کو زکوٰۃ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ بیوی اپنے جائداد یا زیور کی زکوٰۃ اپنے شوہر کے باپ یا ماں کو دے، اور شوہر اپنی جائداد وغیرہ کی زکوٰۃ اپنی بیوی کے ماں باپ کو دے،

سوال :- اگر کسی کے پاس زکوٰۃ دینے کے لائق مال ہو، لیکن اس سے آمدنی کچھ بھی نہ ہو، اور اس کے خورد و نوش کا کفیل کوئی رشتہ دار ہو تو کیا جب بھی اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی، یا کیا، اور اس حالت میں بھی جب کہ وہ کسی محنت اور مزدوری کے بھی لائق نہ ہو۔

جواب :- ہاں اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی، کیوں کہ اس مال سے کوئی آمدنی نہ ہوتی ہو، اور وہ شخص کمزور اور ناقابلِ مزدوری کیوں نہ ہو، روپے اور اشرفیاں اس غرض کے لئے ہیں کہ ان کے عوض اور چیزیں لی جائیں نہ یہ کہ ان کو بند کر کے رکھ دی جائیں، روپیہ سے زمین یا مکان لے لینا چاہئے، جس سے آمدنی ہو ورنہ ہر سال اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی،

سوال :- کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

جواب :- سب لوگوں پر جن کے پاس ساڑھے باون روپے یا ساڑھے سات تولے سونا ہو یا اس سے زیادہ مال ہو، اس مال پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے، یعنی فرض ہے، سید ہو یا غیر سید، سب زکوٰۃ دیں گے لیکن جو غرباء زکوٰۃ لیتے ہیں، یا جس مصرف میں زکوٰۃ دی جائے، اس میں قیود ہیں، جس شخص کے مال کی زکوٰۃ ہو اس کے والدین یا اولاد کو زکوٰۃ دینی لازم

نہیں ہے، سیدوں کو بھی زکواۃ دینا جائز نہیں، اور مسجد کی تعمیر میں بھی زکواۃ نہیں دی جا سکتی،

مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج کل کے زمانہ کے اکثر لوگ روپیہ زیور ہوتے پر بھی زکواۃ نہیں دیتے جس کے باعث گھروں میں برکت نہیں ہے، اور نہ محبت ہے، نہ مروت، غریب عزیز رشتہ دار ہیں کہ امداد کے لئے ترس رہے ہیں مگر کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے، حالانکہ دولت مند رشتہ دار موجود ہیں مگر نہ صدقہ دیتے ہیں نہ زکواۃ،

درود شریف کی فضیلت

درود شریف کی فضیلتیں تو بے شمار ہیں، مگر میں یہاں چند بیان کرتی ہوں جو بھیجے گا نبیؐ پر ایک بار درود تو اس شخص پر خداوند کریم دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

بیت

حاصل اس سے ہوگی حضوریؐ حضور کی
پہنچا ئیگا قریب شہ انبیا درود

دائم المریض اور جو رنج و مصیبت میں مبتلا ہو، اس کے سب مشکلیں درود شریف کی ورد سے آسان ہو جاتی ہیں، اور بطفیل درود شریف روز جزا میں ہر عذاب سے بچیں گے، اس کے علاوہ کوئی دائمی بیماری ہو، یا کسی وجہ سے پریشانی گھبراہٹ اور بے قراری و غم پیدا ہو جائے، تو اس کو چاہیئے کہ درود شریف کا ورد ہر وقت کیا کریں، تو رفتہ رفتہ مزاج بحال اور تندرست ہو جائے گا یہ بات تجربے سے حاصل ہوئی ہے،

درود شریف :- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ

چند اشعار عشقی

گناہ ظاہر و باطن کے بخشے جاتے ہیں — نبی پہ صبح و شام عاشقو درود پڑھو
وظیفہ ذکر نہیں اس سے بڑھ کے خوبی کی — ہر ایک وقت میں کلمہ پڑھو درود پڑھو
بچوگے اس کے سبب آفتوں سے دنیا کی
نہ کوئی درد و بلا سے ڈرو درود پڑھو

آداب مرشد

مرشد کے حکم کی تعمیل کرے اور کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہ کرے خدا تعالےٰ فرماتا ہے، اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الاَمرِ مِنکُم ط (ترجمہ) یعنی خدا کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی بھی اطاعت کرو، اور جو اولی الامر ہیں، ان کی بھی تابعداری کرو، اولی الامر حاکم کو کہتے ہیں حاکم دنیا تو سب کو معلوم ہے۔ لیکن دینی حاکم علما و صلحا ہیں،

پس خدا اور رسولؐ کے بعد عالموں اور ناصحوں و بزرگوں کی ہدایت پر چلو، اور فرماں برداری کرتے رہو تو دارین میں کامیاب رہوگے اور مدعا حاصل ہوگا

بقول شخصے

خضر بن راستہ نہیں ملتا
پیر بن مدّعا نہیں ملتا



خدا کی رحمت

ربنا یا ربنا یا ربنا
کس زباں سے میں کروں تیری ثنا

۱ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

(ترجمہ) یعنی ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی، خشکی اور تری میں ان کو سواری دی اور مزے دار چیزیں کھانے کو دیں، اور ہم نے ان کو اپنی بہترین مخلوقات پر فضیلت و بزرگی دی،

اللہ جل شانہ کی مہربانی اور بندہ نوازی پر ذرا غور کر کے دیکھو کہ اس نے اپنے بندوں کو کس قدر عزت دی ہے یعنی اشرف المخلوق بنا کر دنیا میں بھیجا، اور عقل سلیم ایسی عنایت فرمائی جس کے ذریعے انسان ہر ایک کام کو بحسن و خوبی انجام دیتا ہے، اور اسی عقل سلیم کے ذریعے خدا کو اور اس کے رسول برحق کو

پہچانتا ہے۔

تمام مخلوق انسان کے زیردست ہے۔ کوئی مخلوق اس قابل نہیں جو انسان کے مرتبے سے فوقیت لے جائے چونکہ اللہ جل شانہ خود دُد پارہ ارشاد فرماتا ہے،

لہ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (ترجمہ) یعنی کیا تم نے اس پر نظر نہیں ڈالی کہ اللہ نے جو کچھ آسمان میں ہے اور زمین میں ہے، سب کو تمہارے کام میں لگایا اور تم پر اپنی چھپی اور کھلی نعمتیں پورا کردیں،

علاوہ اس کے ہم بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے لیے ایک ایسے نبی کو بھیجا جو تمام نبیوں کے سردار اور اپنی اُمت کے غمخوار ہیں اور ہمارے لیئے وسیلۂ نجات ہیں چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے

لہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

(ترجمہ) یعنی تم بہتر ہو تمام اُمتوں سے تم کو اچھے کام کا حکم دیتے اور بُرے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اب ہم پر بھی فرض ہے کہ اسی عقل سلیم کے ذریعے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیں اور سوائے اس کے کسی غیر کی پرستش نہ کریں اور اس کے سچے رسول صلعم کو جو ہمارے لئے وسیلہ نجات ہیں اپنا وسیلہ سمجھیں، اور پہلے اپنے دل میں تو ایمان پیدا کرلیں کہ ہمارے افعال واقوال اس قابل ہیں کہ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین کو درحقیقت وسیلہ سمجھیں یا یونہی زبانی اُمید ہے،

اس لئے ہم کو چاہئے کہ جیسا ہم وسیلہ سمجھتے ہیں ایسا ہی شریعت کے موافق

لہ سورۂ لقمان رکوع (۴) پارہ لیت وہیم (۲۱) لہ سورۂ آلِ عمران رکوع (۱۲) پارہ چہارم (۴)

موافق عمل کریں تو بے شک ہماری اُمید ہیں کامیابی ہے۔ ورنہ نہیں۔

مسلمانوں کے کام

وَمَن یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا[1]

(ترجمہ) یعنی جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہی لوگ جنت میں ان پسندیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کئے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین یہی لوگ مسلمانوں کے اصل میں اچھے ساتھی ہیں۔

بیت

بندہ ہو کر بندگی کرنا ضروری بات ہے
حکم پر اللہ کے چلنا ضروری بات ہے

مسلمانوں پر فرض ہے کہ معبود حقیقی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی یعنی نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، حج کریں، زکواۃ دیں، قرآن شریف کی تلاوت کریں اور اس پر عمل کریں اگر دولت مند ہوں تو مقدور کے موافق غریبوں اور مسکینوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کریں، آپس میں اتحاد و محبت رکھیں، کوئی کام خلاف شرع نہ کریں، بے شک یہی کام مسلمانوں کا ہے، جو جنت کا رہنما ہے، اور یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا ہے،

---

[1] سورۂ نساء رکوع (۹) پارہ پنجم (۵)

جو لوگ خلافِ شریعت کام کرتے ہیں یعنی نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، حج نہ کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چوری کرنا، اور کسی مسلمان خوشحال کو دیکھ کر حسد کرنا، شراب کاری، حرام خوری وغیرہ وغیرہ اور خدا کے سوا غیر سے مدد اور مراد چاہنا، اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کرنا، قبر پرستی، بت پرستی، وغیرہ یہ برائیاں جن میں موجود ہیں، حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ دشمن ہیں، اور ان پر لعنت اور سخت پھٹکار ہے، چنانچہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے،

[1] اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ہ یعنی جو لوگ جیتے جی کافر ہیں اور کفر ہی میں مر گئے، ان پر اللہ کی اور سب فرشتوں کی پھٹکار ہے، اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ، اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا خَالِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ہ

(ترجمہ) یعنی بے شک اللہ نے کافروں کو پھٹکار دیا، لعنت کی، ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار رکھی ہے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اور کوئی مددگار اور حمایتی نہ پائیں گے اب دنیا میں ہی دیکھ لو کہ ایسے لوگ ظاہرا خوش خوش نظر آتے ہیں، مگر ان کی باطنی حالت بالکل خراب رہتی ہے، کئی قسم کے امراض میں مبتلا رہتے ہیں اور ہمیشہ بزدل اور کم ہمت اور شرمندہ رہتے ہیں، اس وجہ سے یہ لوگ سخت مصیبتوں میں گرفتار رہتے ہیں، دین و دنیا میں بدنام ہو جاتے ہیں، اور دوست احباب اور تمام متعلقین میں ان کی کم وقعتی اور بے عزتی ہو جاتی ہے، بلکہ ایسے لوگوں کا کسی شریف محلہ میں رہنا مشکل ہو جاتا ہے،

غور کرنا چاہئے کہ جب ان برے کاموں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص سے

---

[1] سورۂ بقرع (۹) پارۂ دوم۔ [2] سورۂ احزاب رکوع (۶) پارۂ بست و دوم

ہمسایہ تک بیزار رہیں تو جنت میں ان کو کون جگہ دے گا، بلکہ ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہی میں ہوگا اور بے شک لعنت اور پھٹکار رہی رہے گی۔ بقولہ مذکور۔

اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ایسے بُرے کاموں سے بچے رہیں اور توبہ کرلیں اور خلاف حکم خدا اور رسول صلعم کوئی کام پسند نہ کریں، اور ہم کو چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کا خوف دل میں رکھیں اور اُس کو ہر دم یاد کرتے رہیں ہر کام ایسا کریں جس سے ہمارا مالک خوش ہو، اور ہر وقت اس بات کا خیال رکھیں، کہ ہم سے ایسا کوئی کام نہ ہو جو مالک حقیقی کو پسند نہ آئے، اور وہ ہم سے خفا ہو جائے، ارشاد خداوند تعالیٰ ہے

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝

یعنی جس شخص نے اپنا اقرار پورا کیا اور عہد شکنی سے بچا تو بے شک اللہ بُرائی سے بچنے والوں اور اللہ سے ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، بیت

دُنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

نماز



اے مسلمان بھائی بہنو! ہم کو چاہیئے کہ جس نے ہم کو پیدا کیا اور پرورش کر رہا ہے، اُس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کریں، جیسا کہ ہم روزانہ کھانے کو اور پینے کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں، اسی طرح یہ پنج وقتہ نماز ہے، اس سے ہم کو ہرگز غافل نہ رہنا چاہیئے،

یہ تو ظاہر بات ہے کہ جو ہم کو تنخواہ دے گا ہم اس کی خدمت بدل و جان کریں گے اور اُس کا شکر زبان و دل سے ہر وقت کریں گے تو خیال کرنے کی بات ہے

سورۂ آلِ عمران ع ۸ پارہ ۳

کہ جب ہم کو خداوند کریم نے جمیع نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے تو ہم پر فرض ہے کہ اس کی عبادت یعنی پنج وقتہ نماز ادا کریں، ورنہ ہم احسان فراموش اور ناشکرے کہلائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

۵ - قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۔ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۔ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۔ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۔ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۔ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۔ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۔ یعنی انسان پر خدا کی مار ہو کیسا ناشکرا ہے، اللہ نے اس کو کس چیز سے بنایا، نطفہ سے، پھر اس کو ٹھیک کیا پھر اس پر راستہ آسان کیا، پھر مار ڈالا، اور قبر میں لے گیا، پھر جب اللہ چاہے گا، اُٹھائے گا زندہ کرے گا، سچ یہ ہے کہ جو حکم اسے دیا وہ اُسے بجا نہیں لایا،

تم یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیا مشکلیں پڑیں اور کیسے کیسے تکالیف درپیش ہوئے لیکن کسی روز یا کسی وقت بھی نماز ناغہ نہیں ہوئی، علیٰ ہذا القیاس بزرگانِ دین میں بھی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ سستی سے کسی نے کسی روز نماز نہیں پڑھی،

اب غور طلب بات تو یہ ہے کہ جب ہمارے بزرگانِ دین جو اللہ کے مقرب بندے ہیں انہوں نے اس فعل کو پابندی کے ساتھ جائز اور برقرار رکھا تو تم کدھر بھٹکے ہوئے پھرتے ہو، اور مسلمان کہلا کر بزرگانِ دین کو بدنام کرتے ہو۔ بقول کسی کے دھوبی کا گدھا گھر کا نہ گھاٹ کا چنانچہ اس بارے میں خداوند کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے، ۲ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۔ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۔ یعنی ان کو کیا ہوا ہے، کہ جو قرآن کی نصیحتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا وہ جنگلی گدھے ہیں، جو شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں،

۱ سورۃ عبس رکوع (۱) پارہ سی ام، ۲ سورۃ مدثر رکوع (۲) پارہ انتیسم۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ بعض ہندوستانی مسلمان ایسے ہیں کہ روزا نہ تو کجا آٹھویں روز میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز سے بھی ان کو عار ہے تو عیدین کی نماز کجا،

لطف تو یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب ان سے فرائض اور سنتوں کو دریافت کریں تو اکثر لوگ جواب نہیں دے سکیں گے، اور جب ان کی شادی ہو تو نکاح خوانی میں تو قاضی صاحب کو ایک ایک لفظ پڑھانا پڑتا ہے، جیسا کہ طوطے کو باتیں سکھانا پڑتا ہے، ایسے تو مسلمان ہیں،

علاوہ اس کے مسجدوں میں وعظ یا میلاد ہوتا ہے تو پہلے تو وہاں جاتے نہیں اگر بمجبوری دوستوں کی خاطر چلے بھی جائیں تو دل لگا کر سنتے نہیں، البتہ اتنا جانتے ہیں کہ عمدہ عمدہ مزیدار کھانے کھائیں، اور سرخ وسفید لباس پہنیں، کوٹ پتلون نکٹئی، کالر، مفلر، بوٹ وغیرہ ڈٹا کر کنگھی سے مانگ نکال کر یورپ کے جنٹلمین بن کر ناٹکوں اور ناچ گانوں کے جلسوں میں شریک رہیں، اور سیر و تفریح کیا کریں وغیرہ، سوائے اس بازاری اور کم ظرف عورتوں سے خوش رہتے ہیں، اور گھر کی شریف اور بے زبان بیوی کو بے حد ستاتے ہیں، اور تکلیف دیا کرتے ہیں، اولاد کو بھی گمراہ بنا دیتے ہیں اور اپنی حقیقی کمائی ہے وہ یوں ہی خرافات میں اڑا دیتے ہیں،

ایسی تو مسلمانی ہے اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم بھی مسلمان ہیں، افسوس ہے ایسی مسلمانی پر اور لعنت ہے ایسی زندگانی پر، کہ مفت میں اپنی عزیز عمر کو کھو بیٹھتے ہیں اس لئے اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے،

۱۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ؕ

یعنی تم لوگ دنیا کی زندگی کو مقدم بنا رکھتے ہو، حالانکہ آخرت دنیا سے کہیں کہیں اور زیادہ پائیدار ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے،

۲۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ

یعنی تو اُس دن جس نے دنیا میں شرارت کی، اور دُنیا کی زندگی کو آخرت سے بہتر سمجھا، اس کے رہنے کی جگہ دوزخ ہوگی،

قصبوں اور گاؤں کے لوگ تو اکثر جنگلی ہوتے ہیں، کوئی تو زراعت پیشہ ہوتے ہیں، اور کوئی مزدور پیشہ ہوتے ہیں، اس وجہ سے نہ تو خود تعلیم پاتے ہیں نہ اپنی اولاد کو اچھی تربیت دے سکتے ہیں، مگر خصوص بڑے بڑے شہروں کے بہت ہی آسودہ حال اور لائق پڑھے لکھے لوگوں کو دیکھو کہ وہ نہ نماز کے پابند رہتے ہیں، نہ رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں اور نہ کبھی قرآن شریف کو کھول کر دیکھتے ہیں۔ سو میں دس پانچ گھر ہوں گے جہاں قرآن شریف کی تلاوت ہو، اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی ہوتی ہو،

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خداوند تعالیٰ کی بندگی نہ کرے گا، اور نماز بلا عذر چھوڑے گا، وہ میری امت میں سے نہ ہوگا، بلکہ اس کا حشر فرعون و ہامان وغیرہ کے ساتھ ہوگا، اور جو عذاب کافروں پر ہوگا وہی عذاب بے نمازیوں پر ہوگا،

رسُول صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندوں سے روز قیامت جو پرسش ہوگی وہ پہلے نماز کی ہوگی۔ بیت

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

اے ایماندار بھائی سنو! یہ جاننا چاہیے کہ فرض جو ہے وہ خاص اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور سنت ہمارے نبی برحق حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، علیٰ ہذا، قرآن مجید رب العالمین کا کلام ہے، اور حدیث شریف آنحضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اس لئے تم کو خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے کلام پاک میں نماز کی تاکید ایک سو اسی بار فرمائی ہے۔ اسی طرح رسول صلعم نے بھی کئی بار تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر۔ یعنی جس نے چھوڑ دی نماز قصدًا وہ کافر ہے۔ اسی واسطے تکمیل ایمان کے لیے عمل بارکان لازم ہے۔

اے دیندار بھائی بہنو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اور اب توبہ کرو، اور شیطان کے پھندے سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ اور قہر خدا سے تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔

دیکھو خدا وند کریم جیسا کہ تحمل والا ہے، ایسا ہی اپنے ہر وعدہ کا پکا ہے ایسا نہ ہو کہ اس غفلت ہی غفلت میں مر جائیں آخر یوم الجزا انہیں کو اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑیگا، اور اپنی غفلت کو یاد کرکے ہاتھ ملنے کے سوا کچھ بن نہ پڑیگا، اور اسوقت شیطان لعین جو تم کو بہکا رہا ہے، اور برے کام کروا رہا ہے، اور جھوٹے وعدے کر رہا ہے کہ تم اسکے مرید بنکر خدا اور رسول کے نافرمان بنے ہو، آخر اس کا نتیجہ یہ ہے جو کلام اللہ سے عیاں ہے

وقال الشیطٰن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم۔

یعنی، جب قیامت میں لوگوں کا فیصلہ ہو چکے گا، اس وقت شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدے کیے تھے وہ خلاف تھے، مگر میرا تم پر کیا زور تھا میں نے تو تم کو گمراہی کی طرف بلایا اب مجھے الزام نہ دو، اپنے آپ کو الزام دو۔

نظم

فرض و سنت کو تو کچھ چیز نہیں جانتے ہیں
اور احکام خدا کو بھی نہیں مانتے ہیں

عار نشہ سے نہ پرہیز برے کاموں سے
جھومتے آتے تھے میخانہ سے پی پی کے

نہ مسلمان ہی پورے نہ عقیدے پکے
دو دو آنے پہ عدالت میں قسم کھاتے تھے

مجلس وعظ تو یک لخت بری لگتی تھی
بات ناصح کی کلیجے میں چھری لگتی تھی

اپنے بیگانوں سے بالکل نہیں شرماتے تھے
قہر حق سے بھی کلیجے نہیں تھراتے تھے

کبھی بھولے سے بھی مسجد میں نہیں جاتے تھے
مفت کی روٹیاں ملتی تھیں انہیں کھاتے تھے

تھا اسی منہ پہ مسلمانی کا دعویٰ ہم کو
ہائے غفلت کا برا ہو کہ ڈبویا ہم کو

اب بھی باز آئیں برے فعل سے تو اچھا ہے
نہیں معلوم کہ آگے ابھی ہونا کیا ہے

حشر نزدیک ہے اب وقت بہت تھوڑا ہے
توبہ کریں کہ ابھی باب اجابت وا ہے

گذرا جو واقعہ یونان میں سب جانتے ہیں
وہ تو فرعون تھے شداد تھے پہچانتے ہیں

ہندو کو مسلمان ہونے کا دعوےٰ

اگر کسی آدمی سے اُس کی ذات پوچھی جائے تو وہ ضرور اپنی ذات بتلائے گا اب اسی طرح ہم کو بھی مسلمان ہونے کا ثبوت کے ساتھ دعوے ہے، یہ کہ جب ہم

آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، تو ہم ہر طرح مسلمان ہیں، چونکہ ہمارے دادا آدم علیہ السلام کو مرتبہ نبوت کا عطا فرما کر خداوند کریم نے دنیا میں بھیجا، اس لئے ہماری ذات مسلمان ہے، تو ہم اپنے کو کیوں نہ مسلمان کہیں،

درحقیقت ہم مسلمان ہیں یا نہیں

اس میں شک نہیں کہ صورت مذکورۂ بالا کے لحاظ سے تو ہماری ذات مسلمان پائی جاتی ہے، اور ہم اپنے آپ کو دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، مگر جائے تعجب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جتنی بھی اولاد ہے جو آدمی کہلاتی ہے وہ سب کی سب اپنے کو کیوں نہیں مسلمان کہتی، کوئی ذات کا ہندو ہے کوئی برہمن، کوئی انگریز کوئی کھتری، کوئی راجپوت، کوئی کایستھ وغیرہ وغیرہ،

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذات تو ایک ہے، جو مسلمان ہے مگر اون کی اولاد نے ایک ذات کے متعدد اقسام بنا دئے ہیں،

مسلمانی کا ثبوت

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ یعنی توبہ کرنے والے اللہ کی حمد اور عبادت کرنیوالے اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے، اچھی بات کا حکم دینے والے، بری بات سے منع کرنے والے،

اللہ کی بندھی ہوئی حدوں کو نگاہ رکھنے والے (اے محمد) ایسے مسلمانوں کو خوشخبری سنادو۔

اب ہم اس مقام پر دل سے سوچ لیں کہ ہم میں یہ صفات موجود ہیں یا نہیں،

درحقیقت ہم میں یہ صفات موجود ہوتے تو کیا معنے کہ آج مسلمان گری ہوی نظر سے دیکھے جاتے، نیز کیوں عالموں کو جھٹلاتے، اور کیوں نماز نہ پڑھتے، اور کیوں اپنی اولاد کو دینی تعلیم نہ دلاتے، اور کیوں شرک و بدعت کو نہ چھوڑتے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کے مسلمان صرف زبانی دعوے رکھتے ہیں، عملی ثبوت بالکل نہیں تو یہ مسلمان کیسے بلکہ بے عقل شیطان ہیں، چنانچہ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ[1]

یعنی اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا، پھر زمین سے نباتات مرے پیچھے زندہ کس نے کیا تو ضرور جواب ملے گا، کہ اللہ نے (اے پیغمبر) کہدے شکر ہے اللہ کا کہ سچی بات منہ سے نکلی مگر اس پر بھی مشرک بے عقل ہیں)

اگر تم میں کچھ عقل ہوتی اور مسلمانی کی بو بھی ہوتی تو علمائے دین کو اتنی مصیبت نہ پڑتی کہ تم کو سمجھاتے سمجھاتے اپنا دماغ خرچ کرتے رہیں، مگر پھر بھی تم اپنی عادت سے باز نہیں آتے، اگر علماء دین تمہارا پیچھا چھوڑ کر کسی ہندو غیر قوم کا پیچھا لیتے تو یقین تھا کہ آج کئی ہندو مسلمان ہوتے، مگر افسوس ہے کہ تم بفضل خدا مسلمان کہلا کر مسلمانی نہیں سیکھتے، باوجودیکہ یہ تم سمجھے ہوئے ہو، کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو اور علماء دین کو دنیا میں اسی غرض سے بھیجا کہ وہ شرک و بدعت کو مٹادیں، اور بندوں کو راہ راست پر لائیں، مگر پھر بھی تم یہ سمجھ کر اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ پر عمل کئے جاتے ہو، اور اس کو مضبوط پکڑے ہو، دیکھو اللہ تعالیٰ کیا،

---

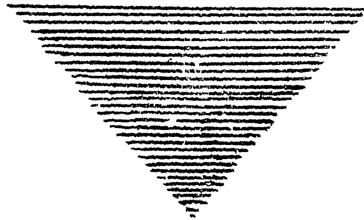
[1] سورہ عنکبوت پارہ بست ویکم رکوع (۶)

ارشاد فرماتا ہے،

لہ ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَہُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْہُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ؕ

یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے کتاب اُتاری اُس پر چلو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُس پر چلیں گے، جس پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا، بھلا شیطان اون کے باپ داداؤں کو اگر دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو،

اے دیندار بھائی بہنو! اب تم ہی اپنا آپ دل سے فیصلہ کرلو، کہ اگر کوئی مولوی صاحب یہ ہدایت کریں کہ شرک و بدعت چھوڑ دو، اور اپنے باپ دادا کے طریقے سے منہ موڑو، تو اب تمہارا اس میں کیا اعتراض ہے، اگر ہے تو کس حد تک صحیح ہے۔



لہ سورہ لقمان پارہ بیست ویکم، رکوع (۳)

چوتھا باب (۴)



عورتوں کو نصیحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ، لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ نِسَاءً اَنْ تَسْجُدَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ ۔ یعنے سجدہ کرنے کا میں کسی کو حکم دیتا تو عورتوں کو کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اس لئے کہ خاوند کا حق عورت پر بہت بڑا ہے،

بخلاف اس کے یہاں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ بعض عورتیں ایسی ہیں، جو اپنے خاوندوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتی ہیں ان کو ذرا ذرا سی باتوں پر رنجیدہ کرتی ہیں اور لڑ جھگڑ کر تین تین روز تک سکوت اختیار کر لیتی ہیں، ان سے بات تک نہیں کرتیں، تو کھانے پکانے کا کیا انتظام ہو، ضد میں آکر خود بھی بھوکی مرتی ہیں اور خاوندوں کو بھی بھوکا مارتی ہیں، اس بارہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ ؎

یعنے جو عورت شب کو اپنے شوہر سے لڑکر جدا سوتی ہے، اُس پر صبح تک فرشتے لعنت کھیجتے ہیں،

اور دوسری بات یہ یاد رہے، کہ بعض ہمارے دیندار بہنوں میں دیکھا جاتا ہے، کہ وہ پازیب کا پہننا، اور ڈھول بجا کر گانے کو اچھا سمجھتے ہیں، بلکہ باعث فخر وعزت جانتی ہیں، نہیں بلکہ ذلت ہے، چنانچہ رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُبْغِضُ الْخَلْخَالَ کَمَا یُبْغِضُ الْغِنَاءَ یُعَاقِبُ صَاحِبَہ کَمَا یُعَاقِبُ الزَّادِ وَلَا یَلْبِس خَلْخَالَ ذَاتَ صَوْتٍ اِلَّا مَلْعُوْنَہ،

یعنی اللہ پاک دشمن رکھتا ہے، گھونگر والے زیور کو یعنی (پازیب) کو جیسا کہ دشمن رکھتا ہے گانے کو اور عذاب کریگا گانیوالی کو، اور گھونگرودار زیور نہیں پہنتی مگر ملعونہ جس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے،

اے میری پیاری بہنو! تم کو چاہیئے کہ ایسے فضول کاموں پر عمل نہ کریں بلکہ تم کو چاہیئے کہ خداوند کریم کی عبادت اور اپنے خاوند کی اطاعت کریں تو بے شک اس میں بھلائی ہے، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ، اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اِمْرَأَۃٍ طَاعَتْ رَبَّھَا وَاَدَّتْ حَقَّ زَوْجِھَا وَتَذَکَّرَہٗ حَسَنَۃً وَلَا تَخُوْنُہٗ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ اِلَّا کَانَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ الشُّھَدَاءِ دَرَجَۃً وَاحِدَۃً فِی الْجَنَّۃِ،

یعنی جس عورت نے رب کی اطاعت کی، اور شوہر کا حق ادا کیا اور جو خصلتیں اپنے خاوند میں اچھی دیکھیں ان کو عورتوں میں بیان کیا اور جو خصلتیں اپنے خاوند میں بری دیکھیں ان کو چھپایا، اور جان ومال وشوہر میں خیانت نہ کی وہ عورت شہیدوں کے برابر مرتبہ پاوے گی، جنت میں،

اور تیسری بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا عورت پر، اور عورت ہر طرح اس کی محکوم ہے، اے بہنو! کہیں تم خاوند کے

محکوم ہونے سے یہ خوف نہ کرو شاید اس کی حکومت سے تم کو تکلیف گوارا کرنی پڑیگی نہیں نہیں، ہرگز نہیں، حکومت تو عدل و انصاف کا اور مہربانی کا نام ہے حاکم کا یہی کام ہے کہ محکوم کی بہبودی اور حاجت روائی کرتے رہے، اور اس کو تکلیف دینے والی باتوں سے بچاتے رہے، اس کا نام حکومت ہے، نہ کہ تکلیف ومصیبت دینے کا نام حکومت ہے، حاکم اگر حکومت کے ذریعہ سے محکوم کو تکلیف ورنج دینا شروع کردے وہ حاکم نہیں، بلکہ ظالم ہے، خاوند کی ہر نیت کا نتیجہ عدل وانصاف پر ہونا چاہیئے، وہی خاوند خوش نصیب ہے جس کا زمانہ حکومت عدل وانصاف میں بسر ہوجائے، خداوند کریم نے انسان کو دردمندی اور شفقت ومحبت کا برتاو کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، بیت

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

ھدایت

میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے شکر گذار بنے رہیں شکر ایک ضروری اور بہترین چیز ہے، یعنی نعمت کی وجہ سے جو غفلت آجاتی ہے، وہ شکر سے فوراً دور ہوجاتی ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم شکر بجالائیں، کیوں کہ لایشکر اللّٰہ من لایشکر الناس ط یعنے جو انسان کا شکر ادا نہ کرے گا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہ کرے گا، گویا انسان کا ادا کرنا ہی خدا کا شکر ادا کرنا ہے،

اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ قلم نہیں لکھتا ہاتھ لکھتا ہے، پس جو نعمت تم کو بھیجی ہے اس کا حقیقی سبب وہی خدا ہے، لہٰذا منعم مجازی کا حق ماننا ہی منعم حقیقی کا حق تسلیم کرنا ہے،

رباعی

بندوں پہ کرم حضرت باری کا ہے　　مقدور کسے شکر گذاری کا ہے

دی ہے خدا نے جو سرفرازی مجھ کو　　ثمرہ یہ نہال خاکساری کا ہے

مردوں کو نصیحت

ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں میری وصیت بھلائی کرنے کی قبول کرو، اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں، یعنے اس سے راستی اور درستی کامل کی توقع مت رکھو اس کی کج فہمی پر صبر کرو، دیکھئے عورتوں کو کس قدر رعایت کا حکم ہے، ابوہریرہ رضہ روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے یعنی اپنی بیوی سے بغض نہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا، تو دوسری کو ضرور پسند کریگا

حکم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم پر ہماری بیوی کا کیا حق ہے، ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھائے اس کو بھی کھلائے، اور جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہنا اور روایت کیا اس کو احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ نے، یعنی اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جائے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ سب مومن میں ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، اور سب میں

اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہوں کہ عورت کو دشمن نہ بنا رکھے، اگر انہیں نہ ہو تو طلاق دیدے،

اس لئے مسلمان بھائیو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دل میں پیدا کرو، آپ کے احادیث پر عمل کرو، تو دارین میں آرام سے رہو گے،

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم خاص کر عورتوں اور بچوں کے ساتھ نرمی و محبت کا سلوک کرتے تھے اور وفات کے وقت تک آپ نے یہی نصیحت کی کہ عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور اُن کے حقوق تلف نہیں کرنا چاہئے، مگر بعض اُمتی ایسے ہیں کہ ماؤں کی نافرمانی کرتے ہیں، اور بعض اپنی بہنوں اور بعض بہو بیٹیوں کا حق پوری طرح ادا نہیں کرتے، اور شریف و پردہ نشین بیویوں سے غفلت و بے پروائی اور عدم توجہی کرکے اُن کے حقوق تلف کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، تب بھی پرواہ نہیں کرتے اور بازاری عورتوں سے دل لگا کر اُن سے ملاپ و محبت کا برتاؤ پیدا کرتے ہیں، گویا کہ اُن کے مرید بن جاتے ہیں اور اُن سے امید رکھتے ہیں، کہ ہماری مصیبت کے وقت کام آئیں گی، دکھ درد میں غمگسار ہوں گی، خدمت کریں گی، مگر یہ بات ناممکن ہے، کیونکہ شرافت اور ایمانداری بھی خدا کی دی ہوئی نعمت ہے یہ نعمت جس کو ملی، ملی، شرافت ہر کس و ناکس میں نہیں پائی جاتی، اور نیز شرافت بنانے سے نہیں بنتی، بقول اُنہیں کے ؎

ہر گز خارِ مغیلاں گلِ تر ہو نہیں جاتا	قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا
ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہیں جاتا	مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہیں جاتا

آنحضرت صلعم کی خانہ داری

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانہ داری کا انتظام بے حد سادہ تھا

روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی بیان کرتی ہیں کہ ہم ایک ایک مہینے تک چولھے میں آگ نہیں جلایا کرتے تھے، اور حضرت صلعم صرف کھجور کھا کر اور پانی پی کر گذارہ کیا کرتے تھے، کبھی کبھی کوئی شخص ہمارے ہاں گوشت بھیجتا تو ہم اس کو پکاتے، اور اگر روٹی کے لئے آٹا نہ ملتا تو اسی گوشت پر کفایت کرتے، اور حضرت محمد صلعم اکثر جو کی روٹی کھایا کرتے تھے یا کبھی کبھی اونٹنی کا دودھ پیا کرتے اور گھر میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے آپ ہی آگ سلگاتے تھے، اپنے کپڑے آپ ہی سی لیتے اور دھو لیتے تھے، ان سب باتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں، جن کے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہئے آپ کے کاموں میں خصوص عورتوں کی، عایت تھی، آنحضرت صلعم نے اپنی بیویوں کے لئے علیحدہ علیحدہ گھر بنوا دئے تھے، اور سب کے ہاں باری باری سے رہا کرتے تھے،

ان سب باتوں میں حضرت صلعم کی پیروی کسی بشر سے نہ ہو سکے گی، کیونکہ خداوند کریم نے آپ کو جمیع صفات میں کامل پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرضکہ حضرت شفیع المذنبین کی پیروی کرو تو آپ کے جملہ صفات میں کرو، صرف عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں پیروی کرنا تم کو زیبا اور سزاوار نہیں ہے، کیونکہ تم منصف مزاج نہ بن سکوگے۔

شرعاً چار عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم ہے مگر وہ کب ہے جبکہ تم منصف مزاج ہو سکیں، کیونکہ کوئی تو حسن پرست ہے، اور کوئی زرپرست غرضکہ انہیں وجوہ کے نظر کرتے منصفانہ برتاؤ کا رکھنا محال ہے پس اسی لحاظ سے چاہئے کہ ایک بیوی کے ساتھ عمر طبعی تک رہیں، دو چار بیویوں کا کرنا کیا ہے خانہ داری کے کاروبار میں خلل ڈالکر خانہ بربادی کرنا ہے اب حضرت رسول پاک کی برابری صرف عورتوں کے کرنے میں کریں تو یہ بات بندوں کے لئے قابل تعریف نہیں ہے، کیونکہ وہ اوصاف وہ عادات وہ تواضع

اور دینِ الٰہی کی خدمت سوائے رسول خاتم المرسلین کے کسی ذات سے انجام نہیں پا سکتی۔

بقول دبیر ؎

ساماں سے کوئی صاحبِ ساماں نہیں ہوتا
ہر اہلِ عصا موسئ عمراں نہیں ہوتا

پہنے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا
آئینہ گر سکندرِ دوراں نہیں ہوتا

لاکھ اوج ہو پشّہ کا ہما ہو نہیں جاتا
بُت سجدہ کا فر سے خدا ہو نہیں جاتا

بچوں کو نصیحت

اے بچو! تم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم دنیا میں کس طرح پیدا ہوئے اور کس طرح اس عمر کو پہنچے، ذرا تم پچھلے دنوں پر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا۔ لیکن تم میں اتنا کہاں حوصلہ کہ تم پچھلے دنوں کو یاد کرو، اس لئے میں تمہاری مختصر سوانح عمری بیان کرتی ہوں، تم اس کو غور کے ساتھ دل لگا کر سنو۔ اور دیکھو کہ خداوند کریم نے تم کو تمہاری ماں کے شکم میں نو مہینے تک رکھ کر غذا پہنچاتا رہا، اور اس مقام میں تمہارے ہاتھ پیر، ناک، آنکھ، اور صورت وغیرہ بنائی، جب تمہارے ظاہر ہونے کا وقت آیا تو اس کے چار ماہ قبل ہی ایک لطیف غذا تیار کر دی، یعنی تمہاری ماں کی چھاتیوں میں دودھ بھر دیا تاکہ تم دودھ پی کر پرورش پاؤ، اور اپنی ماں کے احسان مند رہو، اس اثنا میں تمہارے لئے تمہاری ماں کو کیا کیا مصائب اور تکالیف اٹھانی پڑیں، یہ بھی تم کو بخوبی معلوم ہونا چاہئے کہ جس وقت تم پیدا ہوئے تھے، اس وقت بے حد، نقیہ اور کمزور تھے، تم اپنی کوئی حاجت پوری نہیں کر سکتے تھے، یہاں تک کہ کروٹ نہیں لے سکتے تھے، اور تم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ خالہ کون ہے، پھوپھی کون ہے، بھائی کون ہے اور بہن کون ہے، ہاں البتہ تم اس وقت دودھ کی لالچ میں ماں کو تو پہچانتے تھے لیکن بھوک کے وقت زبان سے تو کچھ کہہ نہیں سکتے تھے، دیکھو تمہاری ماں تمہارے چہرہ سے خود تاڑ لیتی تھی کہ میرا بچہ

اس وقت بھوکا ہے، ہزار کام کو چھوڑ کر تم کو دودھ پلاتی تھی، اور کسی وقت تم کو سُست پاتی تھی تو تم کو خوش کرنے کی ہزار ہا تدابیر کرتی تھی، اور کسی وقت تم کو بیمار پاتی تھی تو کئی حکیموں سے علاج کراتی اور ہر وقت تمہارے لئے دُعائے خیر کرتی رہتی،

جب تم ہوشیار ہونے لگے اور کچھ سمجھ آنے لگی اور کھانے پینے کی خواہش ہونے لگی تو تمہارے باپ کے ذریعہ بازار سے میوہ جات اور مٹھائی وغیرہ منگوا کر تم کھلاتی رہتی،

بہرحال تمہاری خوشی کو اپنی خوشی سمجھتی تھی، اور تمہاری رنجیدگی کو اپنا رنج سمجھی تو تم اس عمر کو پہنچے ہو، اور اچھی بُری بات کو سمجھنے لگے ہو، اور اب بھی تم دیکھو تمہارے والدین تمہاری بھلائی کے لئے کس قدر کوشاں رہتے ہیں اور ان کو کس قدر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، تمہارے حسب مرضی کھانا کھلاتے ہیں، کپڑے پہناتے ہیں اور تمہاری تعلیم و تربیت کے لئے مدرسہ میں شریک کراتے ہیں، غرض کہ تمہارا ہر طرح ناز اٹھاتے ہیں، اور جب تم لائق بن جاتے ہو تو تمہاری نوکری کی فکر کرتے ہیں، اور تمہاری شادی بھی کر دیتے ہیں، تاکہ تم آئندہ خوش و خرم رہیں،

اب خیال کرنے کی بات ہے کہ تمہارے والدین یہ جو کچھ تکالیف برداشت کئے ہوں گے، اسی امید پر کہ تم لائق ہوگے، عزت کماؤ گے، اچھی صحبت اختیار کروگے اور بُری صحبت سے نفرت کروگے، اور ماں باپ کے حقوق پہچانوگے اور اُن کا ادب کروگے، اور جب وہ ضعیف ہوجائیں اور ان کے ہاتھ پیر جواب دیدیں تو اس وقت اُن کو بھی امید ہوگی کہ ہماری اولاد ہمارے کام آئے گی،

لہٰذا ماں باپ کا ادب کرو، ان کی مصیبت کے وقت کام آؤ، اُن کو اپنا جانو تم اُن کے لختِ جگر ہو، اُن کا ادب کرنا اور اُن کے حقوق کو پہچاننا علم سے ہے جب تک تم اپنے دلی شوق سے علم حاصل نہ کروگے، والدین کی بزرگی، اور اُن کے

حقوق تمہاری سمجھ میں آنا سخت مشکل ہے، اور بغیر حصول علم اگر تم عقلمند بنا چاہو تو غیر ممکن ہے چونکہ عقل کا تعلق علم سے ہے، اور علم کا تعلق سیکھنے سے، چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ
اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ ؕ یعنی علم سیکھنے سے حاصل ہو سکتا ہے،

علم حاصل کرنیکی تاکید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ ؕ
یعنی علم سیکھنا فرض ہے کل مسلمان مرد، اور مسلمان عورتوں پر، مگر بعض مسلمان مرد اور عورتوں کو بغیر حصول علم کے یہ دعوے ہے کہ ہم بھی عقلمند اور پکے مسلمان ہیں اور ہم جو کام کر رہے ہیں وہ بالکل درست ہیں،
اب میں اس بات کو ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ ایسے لوگوں کا دعوے بالکل غلط ہے، کیونکہ عقل کا وجود علم سے ہے، اور علم کا وجود دین سے، جب کسی کو علم ہی حاصل نہ ہو تو وہ کیونکر عقلمند کہا جا سکتا ہے، اور جب عقل ہی نہ ہو تو وہ دیندار کیونکر مانا جا سکتا ہے،
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلدِّيْنُ مَعَ الْعَقْلِ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ ؕ
(یعنی دین عقل کے ساتھ ہے، جس کو عقل نہیں اس کو دین نہیں)
بے علم مرد یا عورت مثل جانور کے ہے چونکہ جانور کی خصلت ایسی ہوتی ہے کہ وہ جس طرف اپنا چارہ دیکھے گا، اس طرف جھک جائے گا، اسی طرح بے علم آدمی کا بھی یہی

حال ہے کہ وہ جس طرف اپنا فائدہ دیکھے گا اسی طرف رجوع ہو جائے گا، اگر سعادتمند بننا ہے تو علم حاصل کرو، اور اس پر عمل بھی کرو،

علم کے معنی ہیں جاننا، اور خبردار ہونا یعنی دین و دنیا کے اوامر و نواہی سے مطلع ہونا، کوئی بغیر علم کے نیکی اور بدی پر غور نہیں کر سکے گا، حاصل کلام یہ ہے کہ دیندار اپنے بچوں کو پہلے علم دین سکھائیں،

خداوند کریم کے فضل و کرم سے بادشاہ وقت حضرت بندگانعالی نواب میر **عثمان علی خان** بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا وجود سعید ایسا ہے جس کے طفیل میں بہت کوشش کے ساتھ علم دین کی تعلیم ہو رہی ہے ہزارہا علماء دین کو باہر سے بلوا کر اپنی ریاست میں بڑی قدر و منزلت کے ساتھ مامور فرمائے ہیں، اور جا بجا مدرسے قائم کئے ہیں، کوئی ضلع اور کوئی تعلقہ ایسا نہ ہوگا، جہاں مدرسہ قائم نہ ہوا ہو، اور علمائے دین وعظ نہ فرما رہے ہوں،

جس کے ماں باپ عقلمند ہوتے ہیں وہ اپنی اولاد کو بھی عقلمند بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اسلامی طریقے بتلاتے اور اپنی اولاد کو ابتدا ہی سے اچھی اچھی باتیں سکھلاتے ہیں،

اہل اسلام کے لئے ضرور ہے کہ اسلام کے پاک اصولوں کی پیروی کریں اور قرآن شریف کو سمجھیں، اور اس کی تعلیم دیں، یعنی اوروں کو قرآن شریف کا مطلب سمجھائیں، مگر افسوس ہے کہ فی زمانہ ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ بفضل خدا اُردو وغیرہ اچھی طرح جانتے ہیں، اور منشی کہلاتے ہیں، مگر قرآن شریف کی ایک آیت بھی صحیح پڑھ نہیں سکتے، اور نہ گھروں میں عورتیں قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہیں، اب دین کے احکام سیکھنے کے لئے کونسی کتاب ایسی ہے جو دین و دنیا کے احکام بتلائے سوائے کلام مجید کے،

انسان دنیا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ کھائے، پیئے، سوئے اور سیر و تفریح کیا کرے، بلکہ وہ اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے خالق یعنی مالک حقیقی کو پہچانے، اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے، دنیا میں نیک عمل کرے، اور اپنی اولاد کو نیک بنا کر نیک یادگار چھوڑے، خداوند کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور عقل سلیم عطا کی ہے تاکہ خدا کو پہچانے اور اس کے رسول پاک کی پیروی کرے فقط



پانچواں باب



خدا و رسول کے عشق و محبت کا بیان

عشق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک مجازی، اور دوسرا حقیقی، جس بندے کو عشقِ حقیقی نصیب ہوا اس کا کیا کہنا ماشاءاللہ وہ بڑا خوش نصیب ہے،

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یعنی کہہ دیجیے، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو (نتیجہ کیا نکلے گا) اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا، اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو، اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے،

پس مسلمانوں کو ارشاد ہوتا ہے کہ صرف دعوئے محبت کا کافی نہیں ہے

اس کی تصدیق تھا اور نبوت کے دیے عمل ، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت ہے
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک کسوٹی اور معیار ہے ، جس طرح سُنار
سونے کو کسوٹی پر گھس کر پرکھتا ہے ، کہ کس قدر تانبا ہے اور کس قدر سونا ، یا کتنا کھوٹ ہے
اسی طرح تم بھی اپنے عمل کو پرکھو ، جانچو ، اور دیکھو کہ کہاں تک اتباعِ رسول کریمؐ میں پورے
اترتے ہو ، یہ معیار ہے دوستی کا ، اگر اس امتحان اور تجربہ میں پورے اترے تو گویا کامیاب
ہو گئے ، ورنہ نہیں ، اور جب تم نے حضور صلعم کی پیروی کرلی ، تو نتیجہ کیا نکلے گا ، خدا کے حبیب
کے دوست بن جاؤ گے ، کیونکہ حضور صلعم محبوب ہیں پروردگار عالم کے ، اس لئے آنحضرتؐ
کی چال چلنے سے تم بھی محبوب بن جاؤ گے ،

اللہ اکبر ۔ جو اللہ کی محبت کے خواہشمند ہیں ، ان کو اتباع رسولؐ سے صرف
حب صادق کا نہیں ، بلکہ محبوبیت کا درجہ عطا ہوتا ہے ، اور تمہارے گناہ سب بخش دیئے
جاتے ہیں ، کیونکہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور بہت ہی رحم فرمانے والا ہے ، بڑے سے
بڑا گناہ معاف کردیتا ہے ، حکم الٰہی واضح ہے ، اور دوستی و اتباع رسول کریمؐ اور عشق حقیقی
کے لئے سب سے پہلی چیز علوم شریعت اور متعلقات مذہب کی تکمیل ہے ، اس کے لئے
کوئی کامل مرشد سے بیعت کرنے کی سخت ضرورت ہے ،

غور کرنا چاہئے کہ دنیا کی ہر چیز جو ہم دیکھتے ہیں اس کے دو حصے ہیں ایک ظاہر
دوسرا باطن ، ظاہر کے علم سے صرف ظواہر ہی پر عبور رہتا ہے ، اور باطن پر نظر نہیں
پڑتی ، اور جب تک باطنی حصے پر عبور نہ ہو ، قدرت کی مخفی حکمتوں کا انکشاف نہیں ہوتا
مشاہیر میں سے چند ہی لوگ ایسے نکلتے ہیں ، جو ان منازل تک پہنچتے ہیں ،
ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ اہل مذہب اور اہل فلسفہ دونوں بالاتفاق
اس امر کو مانتے ہیں کہ انسانی ہستی کے دو حصے ہیں ، ایک جسمانی دوسرا روحانی ،
اور دونوں حصوں کی تعلیمی کیفیات جدا جدا اثر رکھتی ہیں ، جس طرح ہمیں اپنی ظاہری

تربیت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح تزکیۂ روحانی کی بھی حاجت ہے، طریق باطنی بھی کوئی چیز ہے۔

الغرض جبتک پیر کامل کی ہم نشینی اختیار نہ کی جائے، علوم باطنہ کا کشف نہیں ہوسکتا اس علم کے فوائد یہ بھی ہیں، کہ باطنی امراض مثلاً کبر و غرور، حسد، و انانیت وغیرہ آدمی کے دل میں پیدا ہو کر تکلیف دیا کرتے ہیں، اس کا ازالہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کے باطنی مشاغل ایسے ہوتے ہیں، کہ اگر ان کو جاری رکھا جائے تو ان کی جگہ یہ لے لیتے ہیں، اور اعلیٰ بات یہ ہے کہ طالب پر خدا کی ذات کا کامل یقین ہو جاتا ہے اور اس علم کے ذریعہ جو حیرت انگیز مشاہدے ہوتے ہیں، وہ اس کو یقین کامل پر مجبور کر دیتے ہیں، اور دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ انصاف کو مدنظر رکھیں،

یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام مکمل مذہب ہے، اس میں ہر قسم کی تعلیم کا ہونا ضروری ہے منجملہ اس کے ایک تعلیم روحانی بھی ہے جس کے فوائد بھی بتا دئے ہیں پس اس کی تعلیم پانے کے لئے کامل مرشد سے بیعت کرنا بےحد ضروری ہے یہ وہ نشہ ہے جو ابد تک مخمور رکھتی ہے ؎

اے بادہ نوش آؤ جان نذر کر کے پی لو
جام شراب بھر کر صوفی پلا رہا ہے

غور کرو تو معلوم ہوگا کچہریوں میں اہل مقدمات کے رہنما وکیل ہوتے ہیں گو اہل مقدمہ قانون سے کتنے ہی واقف کیوں نہ ہو پھر بھی ان کو وکیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مریضوں کا رہبر طبیب ہوتا ہے، اگر کوئی بڑا طبیب بیمار ہو جائے تو اپنا علاج خود نہیں کرتا بلکہ کسی دوسرے طبیب کو معالج قرار دیتا ہے، غرض دنیا میں زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے، جہاں چند افراد ایک انسان کامل کی

اطاعت رہبری سے اپنا کام چلانے پر مجبور نہ ہوں،

ان سب مثالوں سے ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً اور فطرتاً ایک رہنما کا محتاج ہے معاملہ دنیا کا ہو یا دین کا کسی نہ کسی رہبر کی ضرورت آدمی کو ضرور پیش آتی ہے، پیر بھی اس قسم کا ایک لیڈر ہوتا ہے، ایک مفتی ہوتا ہے، ایک استاد ہوتا ہے، ایک طبیب ہوتا ہے، ایک وکیل ہوتا ہے، اور ماں باپ کی سی شخصیت بھی اس کو حاصل ہوتی ہے، کیونکہ پیر ذات الٰہی کا خلیفہ اور قائم مقام ہوتا ہے پس جس طرح خدا کی ذات انسانی ضرورتوں کے ہر حصہ کی کفیل و کارساز ہے، اسی طرح اس کا خلیفہ مرشد کامل ذات الٰہی کی قائم مقامی کے لحاظ سے خدا کے بندوں کی تمام ضرورتوں کا کفیل و نگران کار سمجھا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے مرشد اعظم تھے، اور دنیا میں جس قدر پیر گزرے ہیں، اور جس قدر موجود ہیں، اور جس قدر آئندہ آنے والے ہیں، وہ سب قائم مقام اور نمائندے رسالت محمدیہ کے تھے، اور رہوں گے، ذات محمدی ہم سب مسلمانوں کی متاع اور رہنما تھی لہذا ان کے نمائندے بھی اپنے ماتحت مسلمانوں کے متاع اور رہنما ہونا ضروری ہے قرآن شریف میں ارشاد ہے،

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ط کی اطاعت کرو

جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان کو امور دین و دنیا کے لئے ایک پیشوا ضروری ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ پیر کی ضرورت بھی لازمی ہے، کیونکہ وہ مجموعی صفات اپنے اندر رکھتا ہے، اور مریدوں کو قائم مقام خلافت الٰہی، اور نمائندہ رسالت پناہی کی حیثیت میں، دین اسلام اور دنیا کا راستہ بتاتا ہے،

اگر ہم دنیا میں ایک مرکزی طاقت کر کے زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہم کو کسی نہ کسی پیر کا مرید ہونا ضروری ہے تاکہ مرکزا اطاعت کے تحت اپنی زندگی کو باقاعدہ

بسر کر سکیں، اور عشقِ حقیقی حاصل کر سکیں،

وضو کے بیان میں

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں (۱) منہ کا دھونا، ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے اور دونوں کانوں کی لوتکی تک (۲) دونوں ہاتھوں کا دھونا کہنیوں تک جس میں کہنیاں بھی داخل ہیں، (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں چھ سنتیں ہیں (۱) وضو کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط پڑھیں (۲) سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ پہنچوں تک دھونا۔ (۳) کلی اور مسواک کرنا (۴) دائیں چلو سے تین دفعہ ناک کے نتھنوں میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے صاف کرنا (۵) جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان میں سے ہر ایک کو تین تین دفعہ دھونا (۶) سارے سر کا مسح کر کے کانوں کا بھی مسح کرنا،

نمازوں کا بیان

نماز مرد اور عورتوں دونوں پر فرض ہے، اور لڑکی اور لڑکے پر سات برس

کی عمر سات آٹھ برس کی ہو پڑھانی چاہئے جب دس برس کے ہو جاویں تو جبراً پڑھوانی چاہئے

پانچوں نمازوں کے نام حسب ذیل ہیں

فجر ظہر عصر مغرب عشاء

ترکیب نماز

جب نماز پڑھنا ہو تو پاک صاف با وضو ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ
پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاوے ہاتھ کے انگوٹھے لو کے پاس رہے اگر
عورت ہو تو ہاتھوں کو کندھے تک بلند کرے اس کے بعد زبان سے یہ کہے
میں اللہ کے واسطے قبلہ رو ہو کے فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں یا پڑھتی ہوں
من بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے عورت ہو تو سینے
پر باندھے اور ثنا پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھے
اس کے بعد رکوع کرے یعنی جھک جائے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے
گھٹنوں کو مضبوط پکڑ لے اور عورتیں زیادہ نہ جھکے اور گھٹنوں کو نہ پکڑے اور
تین دفعہ یہ پڑھے۔ سُبحانَ رَبّیَ العَظیم۔ پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ
رَبَّنا لَکَ الحَمد۔ کہتے ہوئے سر اٹھائے جب بالکل سیدھا کھڑا ہو تو اللہ اکبر
کہتے ہوئے سجدے میں جائے یعنی اپنے سر کو زمین پر رکھ کر تین مرتبہ یہ پڑھے
سُبحانَ رَبّیَ الاَعلیٰ۔ پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت بھی یہی پڑھے، اس کے بعد
سیدھا کھڑا ہو جائے، اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دوسرا سورہ پڑھے اس کے بعد
رکوع کرے، پھر دوسرا سجدہ کر کے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے، اگر چار
رکعت پڑھنی ہوں تو اس سے زیادہ کچھ نہ پڑھے، اور فوراً اٹھ کھڑا ہو جائے

اور دو رکعتیں اور پڑھے اور فرض نماز کی پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورہ نہ ملائے، جب چوتھی رکعت پر بیٹھے، التحیات کے بعد درود دعائیں پڑھے پھر سیدھی طرف سلام پھیرے اور پھر اسی طرح بائیں طرف بھی،

اسی طریقہ سے نمازیں پڑھی جاتی ہیں نیت کرتے وقت، فرض، سنت نفل کا نام بھی لینا چاہیے۔

نماز اور اس کا وقت

فجر کی نماز کا وقت اس وقت تک ہوتا ہے جب رات پوری ہونے کے وقت پورب کی طرف سے آسمان پر سپیدی نظر آتی ہے۔ جس کے بعد اجالا ہو جاتا ہے، اس روشنی کے بعد سے فجر کا وقت شروع اور سورج کے نکلتے ہی ختم ہو جاتا ہے، اور اس وقت دو رکعت سنت اور دو فرض پڑھی جاتی ہیں،

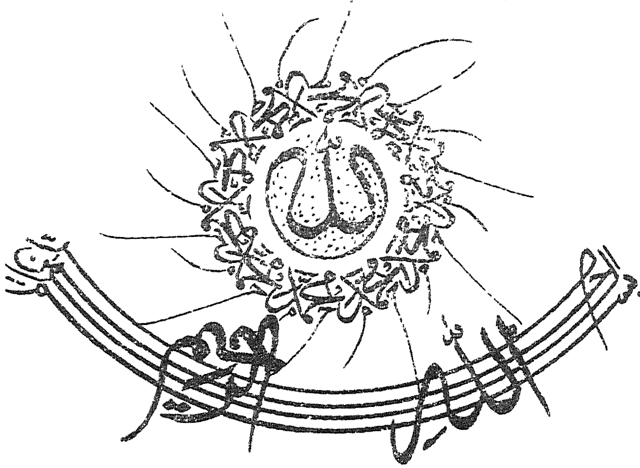
نماز ظہر کا وقت دوپہر ڈھلنے کے بعد سے چوتھائی دن رہنے سے پہلے تک ہے، اس میں چار سنتیں، چار فرض، دو سنتیں اور دو نفل رکعتیں پڑھی جاتی ہیں،

نماز عصر کا وقت چوتھائی دن رہنے کے بعد سے سورج ڈوبنے سے پہلے تک ہے، اور اس میں چار رکعت سنت اور چار فرض پڑھی جاتی ہیں،

نماز مغرب کا وقت سورج ڈوب جانے کے بعد ہے، اس میں تین رکعت فرض، دو سنت اور دو نفل پڑھی جاتی ہیں،

نماز عشاء کا وقت تھوڑی رات جانے کے بعد سے فجر ہونے کے پہلے تک ہے لیکن آدھی رات کے بعد مکروہ ہے اس میں چار رکعت سنت، چار فرض، دو سنت، دو نفل، تین وتر واجب کی نیت سے اور دو تسبیح الوتر پڑھی جاتی ہیں۔

چھٹا باب



نکاح کا بیان

نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، نکاح سے اخلاق صالح ہوتے ہیں، اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں، دنیا و دین دونوں کے کام اس سے درست ہوجاتے ہیں، اور اس میں بہت سے فوائد اور متعدد مصلحتیں پوشیدہ ہیں آدمی گناہ سے بچتا ہے۔ دل ٹھکانے ہوجاتا ہے، نیت خراب اور ڈاواں ڈول نہیں ہونے پاتی، بڑی بات یہ ہے کہ نکاح ہم خرما و ہم ثواب ہے کیونکہ میاں بی بی کا پاس بیٹھ کر محبت اور پیار کی باتیں کرنا اور ہنسی اور دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بہتر ہے، یہ بات کتاب بہشتی زیور کے چوتھے حصے کے مطالعہ سے واضح ہوجائے گی،

روایت ہے کہ جب بابا آدم بہشت میں تھے تو ان کو ہر طرح کا آرام حاصل تھا
اور حوریں و ملائک ان کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے مگر تب
بھی ان کا حال یہ تھا کہ بہت ہی بےقرار اور بے چین رہا کرتے تھے کبھی بہت دل
انہیں آرام میسر نہ ہوتا تھا وجہ یہ تھی کہ ان کی بی بی موجود نہ تھی ایک روز باری
تعالیٰ سے دعا کی کہ دل بہلانے کے لئے کوئی ہم جنس پیدا کر دے خدا وند کریم
نے ان کی دعا کو منظور فرمایا اور بابا حوا کو ان کی پسلی سے پیدا کیا پس
خدا کے حکم سے وہ ان کی بی بی بن گئیں اور دونوں بہشت میں بے حد آرام
سے گذران کرنے لگے غور کرنا چاہئے کہ جب جنت میں آدم کا دل بغیر
عورت کے نہ لگے تو دنیا میں کیوں کر دل لگ سکتا ہے پس دارین میں آرام
پانے کے لئے خدا وند کریم نے نکاح کرنا ضروری بات کیا ہے اب ہر عورت
و مرد پر لازم ہے کہ نکاح کر کے دارین کی خوشی حاصل کریں۔ الغرض تمام لڑکے
اور لڑکیاں سن بلوغ کو پہنچتے ہی ان کا نکاح کرا دیں۔

مسئلہ نکاح

مسئلہ۔ نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے گواہوں کے روبرو کہا
کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا اور اس نے یہ کہا کہ میں نے قبول
کیا۔ پس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بیوی ہو گئے۔
مسئلہ۔ نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک
مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے، اور وہ لوگ اپنے کانوں سے
نکاح ہوتے اور دونوں لفظ کہتے ہوئے سنیں تو تب نکاح ہو سکتا ہے اگر تنہائی
میں ایک نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا اور دوسرے نے کہا

کہ میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا، اسی طرح اگر صرف ایک آدمی کے سامنے نکاح کیا تو تب بھی نکاح نہیں ہوا۔

مسئلہ۔ اگر مرد کوئی نہ ہو صرف عورتیں رہیں، تو تب بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ۔ اگر مرد بھی جوان اور عورت بھی جوان ہے۔ تو دونوں اپنا نکاح آپ کر سکتے ہیں۔ مگر دو گواہوں کے سامنے ایک کہدے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا۔

مسئلہ۔ نکاح میں چاہے مہر کا ذکر کرے یا نہ کرے۔ ہر حال میں نکاح ہو جائیگا لیکن مہر دینا پڑے گا، کم از کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپیہ دینے کا شریعت میں حکم ہے۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا چاہے مقرر کرے لیکن مہر بہت بڑھانا اچھا نہیں۔

ہر مسلمان کو نکاح کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری بات ہے، دیکھئے نکاح کیسی آسانی اور کم خرچ میں ہو جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل کے اکثر مسلمان شادیوں کے کر دینے میں بڑی بڑی زحمتیں گوارا کرتے ہیں۔ مگر خدا اور رسول کے حکم کے موافق شادیوں کا کرنا مناسب نہیں سمجھتے بعض تو روپیہ نہیں ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کو برسوں بٹھا رکھتے ہیں بعض تو لڑکیوں کی شادیوں میں زیادہ روپیہ صرف کر کے مقروض بن جاتے ہیں جس سے تکلیف والدین اور نیز بچوں کو جھیلنی پڑتی ہے بعض تو لوگوں میں نام ہونا اور جہیز وغیرہ زیادہ دے کر شہرت حاصل کرنے کے لئے روپیہ فضول چیزوں کے خرید کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور یہ چیزیں کچھ میکے اور کچھ سسرال میں برتاوے میں آ کر خراب ہو جاتی ہیں، البتہ لڑکی کو ہزار دو ہزار کا سلوک کرنا چاہتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ کوئی جائیداد یا مکان خرید کر یا بنا کر جہیز کے عوض دیں تو واجب الرحم لڑکیوں کو ہمیشہ آرام ملے گا انسان کے لئے مکان بے حد ضروری چیز ہے۔ بغیر مکان کے انسانی زندگی

بڑی تکلیف سے گذرتی ہے یعنی ماں کے گھر بیٹی کا بھی اختیار نہیں ہوتا اور
کپڑوں کے جوڑے وغیرہ بھی صرف ضروری دیں کیونکہ یہ چیزیں جب چاہیں
بنا سکتے ہیں، بہرحال مکان کے مہیا ہونے سے رفتہ رفتہ ضروری سامان
بھی جمع ہو سکتا ہے۔ الغرض انسانی زندگی کے لئے مکان ہونا پہلے لازمی ہے
مگر افسوس کہ صرف دکھاوے کے لئے فضول اخراجات و رسومات اور باجوں
وغیرہ میں روپیہ محض بیکار صرف کر دیتے ہیں نہ دلہن کے آرام کا خیال کرتے ہیں
اور نہ خدا و رسول کے حکم پر چلتے ہیں بلکہ لوگوں سے ڈرتے ہیں، اور خدا سے
نہیں ڈرتے، اور اس کے حکم کے موافق کام نہیں کرتے۔ بعض مرد بھی ایسے ہوتے
ہیں کہ زیادہ جہیز والی عورت کے انتظار اپنی پیاری جوانی کو کھو بیٹھتے ہیں اور
بعض ایسے بھی ہیں کہ جہیز کی لالچ میں غیر کفو کی لڑکی سے شادی کر لیتے ہیں مگر
غیریت ہونے سے مناسبت نہیں ہوتی جس سے عمر بھر روحانی تکلیف گوارا کرنا
پڑتا ہے۔ ذرا غور کرو کہ تم نے اپنی عزت اپنی ناموری اور اپنی خودی کو
رسول خدا کی شان سے بڑھانا چاہتے ہو یا نہیں۔ صرف ایک بات کو لو کہ رسول اللہ
اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا نکاح کیا تو کتنا جہیز دیا مگر تم اس معاملہ میں ان کی
سنت کا خیال نہیں کرتے اور اپنی لڑکیوں کی شادیوں میں اتنا جہیز
دینا چاہتے ہو جو نہ رسول اللہ نے دیا نہ خود تمہاری اتنی حیثیت ہے اگر واقعی
تم دینی شان کو رسول اللہ کی شان سے بڑھانا نہیں چاہتے ہو تو اپنے عمل سے
اس کا ثبوت دو اور وہ یہی ہے کہ اپنی لڑکیوں کی شادیاں سادگی اور کفایت
شعاری سے کرو علاوہ اس کے اتنا زیادہ نہ دو کہ آئندہ لڑکیوں کی مدد کرنے
کے لئے تم میں حیثیت باقی نہ رہے کیونکہ اکثر خاوند عورت سے بے پروا اور
بے رخ ہو جاتے ہیں جہیزی سامان اور زیور کو تلف کر دیتے ہیں مگر اس سے

سکتا نہیں کہ لڑکی کی حق تلفی کریں نہیں ہرگز نہیں۔ جو کچھ کہ لڑکی کا حصہ ہے اس کا
دینا ضروری ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضور سے حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کے نکاح کی درخواست کی آپ نے کم عمر ہونے کا
عذر فرمایا۔ پھر حضرت علیؓ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا آپ
پر فوراً اللہ کا حکم آیا۔ اور آپ نے فوراً اُن کی عرض کو قبول کر لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ منگنی کے رسومات جن کا آج کل رواج ہے۔ وہ سب لغو او رسنت کے خلاف ہیں اور
خود دولہا اپنے پیغام کا آپ تصفیہ کر سکتا ہے۔ پس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے
حضور پرنور نے ارشاد فرمایا کہ اے انسؓ جاؤ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ
اور جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو
بلانا کچھ مضائقہ نہیں، اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جو کہ مقصود ہے
مگر وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قرابت وغیرہ کے موجود ہوں جمع ہو جائیں۔ یہ
سب حاضر ہو گئے اور حضور پرنورؐ نے ایک خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح
کے وقت باپ کا چھپے چھپے پھرنا بھی خلاف سنت ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ نکاح کے
قبل لڑکے کا باپ لڑکی کے باپ سے اور لڑکی کی ماں لڑکے کی ماں سے ملے اور
محبت و ملاپ پیدا کریں۔ ان کو اپنے گھر بلائیں اور آپ ان کے گھر جائیں۔ اس عمل سے
طرفین کے عیب و ہنر معلوم ہو جاتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ خود باپ اپنی لڑکی کا نکاح پڑھا دے
یہ حضرت کی پیروی ہے۔

لڑکا ہو یا لڑکی اس کا نکاح اس کے قرابت داروں میں ہونا مناسب ہے
اور یہ بھی حضرت کی پیروی ہے حضرت رسول مقبول نے اپنی لڑکی فاطمہ زہراؓ کا نکاح اپنے
چچا زاد بھائی کے ساتھ کرائے ہیں پس جمیع مسلمانوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے لڑکے
یا لڑکی کا نکاح اپنے ہی قرابت داروں میں کرائیں۔ خواہ غریب ہوں یا امیر۔ ان
میں مناسبت ہوگی۔ اور ہونا ضروری ہے۔

بی بی فاطمہ زہراؓ کا مہر چار سو مثقال چاندی مقرر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر
زیادہ مقرر کرنا بھی خلافِ سنت ہے۔ مہر فاطمیؓ کافی اور باعثِ برکت ہے۔ پھر حضرت نے
ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو پہنچادئے۔ بعد ازاں حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت
ام ایمن کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدیا۔

بہنو! دیکھو یہ دونو جہاں کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں دھوم ہے نہ دھام
میانہ ہے نہ پالکی۔ اور نہ کفنہ واری کا کھانا ہے کیا ہم لوگوں پر بھی یہ لازم نہیں ہے کہ
اپنے پیغمبر دونوں جہاں کے سردار کی پیروی کریں۔ اور اپنی عزت کو حضور پرنور کی
عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ منہ) پھر حضور پرنور گھر تشریف لائے اور حضرت
فاطمہؓ سے پانی منگوایا۔ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لائیں۔ اس سے معلوم ہوا
کہ نئی دلہنوں کو شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا اور اپنے ہاتھ سے کوئی کام
کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی خلافِ سنت ہے حضرت نے اپنی کلی اس میں ڈالدی
اور حضرت فاطمہ کو فرمایا۔ کہ ادھر منہ کرو۔ اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک
پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی ان دونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ
کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اور پھر فرمایا فاطمہؓ سے کہ ادھر پیٹھ کرو آپ نے ان کے شانوں
کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ بعد ازاں حضرت علیؓ سے پانی منگوایا اور
یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا مگر پیٹھ کی طرف پانی نہ چھڑکا مناسب ہے کہ دلہا دلہن کو

جمع کر کے یہ عمل کیا کریں۔ کہ برکت کا سبب ہے۔ اور آپ نے حضرت علیؓ سے یہ فرمایا کہ علیؓ فاطمہؓ کے رضامند رکھنے کی کوشش کیجیو۔ اور پھر جناب حضرت فاطمہؓ سے بھی یہی الفاظ فرمائے۔ صحیحین اور صحاح اس پر متفق ہیں۔ کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ علیؓ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اگر تم اس کو خوش رکھو گے تو گویا مجھے خوش رکھا اور اس کو رنجیدہ کیا تو مجھے رنجیدہ کیا، پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہی ہدایتیں کیا کرے۔ حضورؐ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے سپرد اور گھر کا کام حضرت فاطمہؓ کے ذمہ کیا۔

نہیں معلوم کہ ہندوستانیوں میں گھر کے کاروبار سے کیوں عار ہے۔ مرد کہتے ہیں کہ بازار سے کوئی چیز خرید کر لانا بے عزتی ہے اور عورت یوں کہتی ہے کہ گھر کا کام کرنے سے میری بے عزتی ہے اب غور کرو کہ ان میاں بیوی کی حاجت روائی کیسی ہوگی اور ان کو دنیا میں آرام کیسے ملے گا۔

پھر حضرت علیؓ نے ولیمہ کیا جس میں یہ چیزیں تھیں، کئی صاع جو کی روٹی پکی ہوئی یہ کچھ خرمے اور کچھ مالیدہ (ایک صاع مساوی ہوتا ہے تین سیر نو چھٹانک کے) پس ولیمہ کا طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلائیں۔ **جہیز** حضرت فاطمہؓ کا یہ تھا، دو چادریں یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی ہیں اور دو نہالیاں دو گادیاں۔ دو بازو بند چاندی کے، ایک کملی۔ ایک تکیہ ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور ایک گھڑا، اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔

بہنو! اپنی لڑکیوں کے جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اول گنجائش سے زیادہ نہ دو۔ دوسرے ضرورت کے لحاظ سے دو۔ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو اور تیسرے اعلان و اظہار نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک ہے۔ دوسروں کو دکھانے کی کیا ضرورت ہے، حضور پرنور کے فعل سے جو ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے یہ تینوں باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

خطبہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ہم اُس کی حمد کرتے ہیں اور ہم اُس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں ایمان لاتے ہیں اُس پر

مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ

بھروسہ رکھتے ہیں اس پر اور پناہ مانگتے ہیں اللہ سے اپنے جانوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جسے ہدایت دے اللہ تو نہیں کوئی گمراہ کرنیوالا

فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے پس نہیں کوئی ہدایت دینے والا اُسے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اُس سے اُس کا جوڑا

وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ

اور پھیلایا اُس سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو اور ڈرو اللہ سے جس کے نام کے ساتھ تم سوال کرتے ہو

وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ

اور قطع رحمی سے بچو یقیناً اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے وہ ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے۔ جیسا کہ

تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ

حق ہے اُس کے ڈرنے کا اور نہ مرو تم مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ اے وہ جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ

اور کہو مضبوط بات وہ درست کر دیگا تمہارے اعمال اور بخش دیگا تمہیں تمہارے گناہ اور جو شخص اطاعت کرے

وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

اور اس کے رسول کی پس اس نے مراد پالی ○

طلاق کا بیان

مسئلہ۱۔ جو شوہر جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ اور پاگل نہ ہو تو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی، اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا اور جو دیوانہ اور پاگل ہے اور جس کی عقل ٹھیک نہیں ہے ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

مسئلہ۲۔ کسی نے شراب وغیرہ کی نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور جب ہوش میں آیا تو پشیمان ہوا تو تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اسی طرح غصہ میں بھی طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔

مسئلہ۳۔ شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے البتہ اگر شوہر نے کہدیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ۴۔ طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے جب مرد نے طلاق دیدی تو طلاق پڑ گئی۔ عورت کا اس میں کچھ بھی بس نہیں چاہے منظور کرے یا نہ کرے۔ ہر طرح طلاق ہو گئی۔ اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی مگر خلع ہو سکتا ہے۔ اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے۔ اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے یا یوں کہے کہ جو مہر تیرے ذمہ ہے۔ اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے، اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے چھوڑ دیا تو اس عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا، یا مرد نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو اس سے کچھ نہیں ہوا، جواب وسوال دونوں

ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں، اسی طرح جان کے چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔

اسلامی پردہ

عورت جب گھر سے باہر نکلے تو اپنے تمام جسم کو ڈھانپ لے۔ یہ بات تو پوری طرح واضح کی جا چکی ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق عورتیں منہ اور ہاتھ کھلے رکھ کر اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا یعنی وہ حصہ جسم جو عادۃً کھلا رہتا ہے۔

اور حضور پرنور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے با بائنا واُمّھاتنا سے ثابت ہے کہ ظاہری زینت سے مراد یہ ہے کہ منہ اور دونوں ہاتھ جن کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عام حالتِ انسانی میں اس کے بغیر چارہ نہیں، چند آسودہ حال لوگوں کو چھوڑ دیا جائے تو کیا مسلمانوں میں بڑی کثرت انہیں لوگوں کی ہے جن میں مردوں اور عورتوں دونوں کو اشغالِ زندگی میں جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور شاید بمشکل پانچ یا دس فی صدی لوگ ایسے ہوں گے جو عورتوں سے معاش کے کاروبار میں حصہ لئے بغیر گزارہ کر سکتے ہوں اس لئے اسلام نے عورت کو کاروبار کی ضروریات سے نہیں روکا جس سے منہ اور ہاتھ کھلے چھوڑنے پڑتے ہیں اگر مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو شہروں کی محدود آبادیوں سے نکل کر دیہات کے وسیع میدانوں میں آپ تشریف لیجائیں تو وہاں آپ دیکھیں گے کہ اگر مرد ہل چلا رہا ہے تو عورت بیچاری چارہ کاٹ رہی ہے۔ اور مویشیوں کی نگرانی کر رہی ہے۔ وہاں عورتوں کو مردوں کے برابر محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اسلام کے قوانین میں سب سے اعلیٰ خوبی یہی ہے کہ

وہ فطرت کے عین مطابق ہیں اور افراط و تفریط سے مبرا ہیں۔ اور باہر نکلنے کے آداب ساتھ ہی بتادئے ہیں۔ کہ باہر نکلتے وقت عورتیں اپنی زینت کے مقامات کا اخفا کرلیا کریں۔ خواہ موٹی اوڑھنی ہو یا چادر یا کوٹ سے اپنے جسم کو چھپالیں اور اس کے ساتھ سر۔ گردن سینہ وغیرہ کے ڈھانکنے کا بھی انتظام ہو۔ پردے کے حکم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کا لڑائیوں میں باہر نکلنا احادیث سے ثابت ہے مگر یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی عورت اس پردے کے ساتھ جو ہندوستان کے اچھے طبقوں میں مروج ہے جنگ میں جا سکے اور زخمیوں کو پانی وغیرہ پلاسکے اور مرہم پٹی کا کام انجام دے سکے۔ الغرض اسلامی پردے سے یہ مراد ہے کہ ایمانداری اور حسن اخلاق سے رہکر اپنی حاجتوں کو پورا کرتے رہیں۔

ہدایت۔ مسلمان بہنوں کو لازم ہے کہ اپنی آنکھ اور دل سے پردہ نہ اٹھائیں۔ یعنی تم اپنے کو اور اپنی نگاہ کو دوسروں کی نگاہ سے محفوظ رکھو اور اپنے کو اتنا آراستہ نہ کرو کہ کیفیت غیر معمولی بدل جائے خود کو شرم و حیا کے لباس میں رکھو اور کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو اس سے زیادہ محبت اور شفقت سے پیش نہ آؤ یعنی محبت نہ جتلاؤ اور کسی سے تنہائی میں بات چیت نہ کرو۔ بدگمانیوں سے بچو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے اعضاء کو پوشیدہ رکھو اور خدا سے ڈرو۔ وہی تمہارا پردہ ہے۔ تمہاری آنکھ کسی غیر محرم کو دیکھنا چاہے تو خدا کے ڈر سے اپنی آنکھ کو جھکالو۔ یا بند کرلو۔ یہی تمہارا پردہ ہے اور جب تمہارے کان غیبت جھوٹی باتیں اور بیہودہ گوئی سننے کی خواہش کریں۔ تم خدا کے ڈر سے ایسی ناجائز باتیں نہ سنو۔ یہی تمہارا پردہ ہے۔

اور جب تمھاری زبان ناجائز چیزیں کھانے پینے کی خواہش کرے یا جھوٹ بولنا چاہیے یا فحش کلامی پر آمادہ ہو جائے یا چغلی یا غیبت کرنی چاہیے تو تم اس کو خدا کے ڈر سے روکو یہی تمھارا پردہ ہے۔

اور جب تمھارا دماغ حکم خدا کے خلاف سوچے تو اس کو بھی خدا کے ڈر سے روکو۔ یہی تمھارا پردہ ہے۔

ایسا ہی تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ سے وہ کام نہ کرو جس سے گناہ ہونیکا اندیشہ ہو بس یہی تمھارا پردہ ہے۔ اور اسلامی پردہ کا بھی یہی منشا ہے۔

شرعی پردے کے خلاف باہر سر برہنہ پھرنا ناجائز۔ اور بیعزتی کی بات ہے۔

دعا ہے کہ سب پردہ نشینوں کو خداوند کریم شرم و حیا سے رہنے کی توفیق عطا کرے۔ بقول اعلیحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جہاں شرم و حیا کا کال ہے بیکار ہے پردہ
کھٹکتا ان کی آنکھوں میں مثالِ خار ہے پردہ

ساتواں باب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقۂ نفل کا بیان

کشف الحاجات میں لکھا ہے کہ صدقۂ نفل ماں، باپ۔ اقربا۔ یتیموں ہمسایوں اور سوال کرنے والوں کو دیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ کے کلام سے ان کو دینا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ۔ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۔ یعنی پوچھتے ہیں تجھ سے کیا چیز خرچ کریں تو کہہ جو خرچ کرو فائدے کی وماں باپ کے اور نزدیک والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو دو۔ اور جو کروگے بھلائی سو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

مسئلہ۔ صدقۂ نفل میں سے پہلے بنی ہاشم کو دیں اس واسطے کہ زکوٰۃ ان کو لینا حرام ہے۔ اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت پر نظر کرکے ان کی خدمتوں میں تواضع اور تنظیم کے ساتھ گزرانے۔

مسئلہ۔ صدقۂ نفل ذمی اور حربی کو دینا درست نہیں۔ اور حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کپڑا پہناویں اور اس کے جسم میں جب تک وہ کپڑا رہے گا ہر روز اٹھارہ نیکیاں دینے والے کے حق میں لکھی جاوینگی اور جو کوئی بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلاتا ہے وہ دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ اس کے اور دوزخ کے درمیاں میں پانچسو برس کا فرق ہوتا ہے اور حضرت نے فرمایا۔ مَا نَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَۃٍ۔ یعنی صدقہ دینے سے مال گھٹتا نہیں ہے۔ ایمان والوں کو لازم ہے

کے عبادت کے ساتھ سخاوت بھی ضرور کریں۔ کیونکہ سخاوت اور عبادت دونوں کے مابین جنت ہے۔ سخاوت مطلقاً چھوڑ دینا بھی گناہ ہے۔ ؎

بخیل ار بود زاہد و بحر و بر ۔۔۔ بہشتی نباشد بحکم خبر

خیرات کا بیان

روایت کی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بن حسین علی رضی اللہ عنہما۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَّاِنْ جَآءَ عَلٰی فَرَسٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ مروی ہے حسین بن علی سے کہ فرمایا آنحضرت نے سوال کرنے والے کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر سوار آئے۔ یعنی اس کی شان کا لحاظ کر کے محروم نہ کیا جائے جو مقدور ہو اور جو موجود ہو دیں۔ سب امتیوں کو چاہیے کہ حضرت کی ہدایت پر چلیں اور سخاوت کو اختیار کریں۔ سخاوت دارین میں آرام پہنچانے والی چیز ہے۔ کسی نے حضرت سے پوچھا کہ کون سا کام بہتر ہے تو فرمایا کہ مومن کا دل خوش کرنا اور بھوکے کو کھانا کھلانا۔ اور فرمایا حضرت نے بخیل اللہ تعالیٰ اور مومنوں سے دور۔ اور دوزخ سے نزدیک ہے۔ اور سخی اللہ تعالیٰ اور مومنوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور۔ غرض کہ سخی سب کا پیارا ہوتا۔ ؎ سخاوت کند نیک بخت اختیار کہ مرد از سخاوت شود بختیار۔ اور سخاوت کرنے والے کے بلیات دور ہوتے ہیں تنبیہ الغافلین میں نقل ہے کہ ایک روز ملک الموت حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جوان خوبصورت اور نیک سیرت وہاں آیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی تعریف کی۔ ملک الموت نے کہا کہ اس کی خوبی اکیا بیان کرتے ہو عمر اس کی ہو چکی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کیونکر جانتے ہو۔ کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ سات دن کے بعد اس کی روح قبض کروں یہ بات سنتے ہی حضرت داؤد بہت غمگین ہوئے بعد سات روز کے وہی آدمی پھر حضرت داؤد کے پاس آیا۔ نہایت متعجب ہو کر دل میں خیال کرنے لگے کہ شاید ملک الموت

نے سات مہینے یا سات برس کہا ہوگا اور میں بھول گیا۔ پھر داؤد کی ملک الموت سے ملاقات ہوئی سبب پوچھا۔ انھوں نے بیان کیا سچ یہ ہے کہ جوان کی عمر تمام ہوچکی سبب یہ ہوا کہ جس دن وہ مرنے والا تھا اس دن وہ اللہ کی رضامندی کو فقیروں کو بہت کچھ دیا۔ فقیروں نے اسکی درازی عمر کے واسطے دعا کی حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبول کیا اور سات برس سے بدل دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ ذیل اسکی قرآن شریف کی تائید ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اور اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ اور اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔

سلام

اپنے آقا یا بزرگوں کی خدمت میں جب حاضر ہونیکا اتفاق ہو تو اس وقت نہایت ادب اور احترام کے ساتھ السلام علیکم کہے۔ اگر اس کے ساتھ رحمتہ اللہ و برکاتہ فرمائیے تو اچھی بات ہے اور اگر کوئی بزرگ یا دوست پہلے سلام کرے تو وعلیکم السلام کے ساتھ جواب ادا کرے۔ سلام کے بعد مصافحہ کرے ہاتھ کو بوسہ دے اور قدم چومے۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑھکر اس کی عزت ہے جو پہلے السلام علیکم کہتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور السلام علیکم کہکر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسکو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا اتنے میں دوسرا شخص پہنچا اس نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا آپ نے فرمایا کہ اس کو بیس نیکیوں کا ثواب مل گیا۔ پھر تیسرا شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حضور نے فرمایا اسے تیس نیکیوں کا ثواب ملیگا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا آپ نے مصافحہ کرنے سے دل صاف ہوتا ہے۔ اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اخلاق

کیا بتائیں اے عزیزو جو مزا الفت میں ہے
لطف ساری نعمتوں کا بس اسی نعمت میں ہے

انسانی ہستی کے لیے اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ مگر اخلاق کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سرخ و سفید لباس پہنکر مہذب بن کر بیٹھے رہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں حسن اخلاق تو یہ ہے کہ ضعیفوں، فقیروں اور تنگدستوں کی مدد کیا کرو۔ بڑی عمر والوں کی توقیر اور چھوٹوں پر شفقت کریں۔ سلام میں ابتدا کریں۔ مہمانوں اور طلبا کی ہمنشینی پر خوشی کریں خصلت پاکیزہ رکھیں ہمنشینوں کا اعزاز اور اکرام کیا کریں کسی مغموم سے ملیں تو اس کو خوش کریں۔ کسی بارے میں اس کلام الہی کی توہین نہ کریں مستحق اور غیر مستحق سب سے سلوک نیک کریں تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو استحقاق اور بے استحقاق عطا فرمائے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ معاشرت اچھی رکھیں۔ غرض کہ تو اچھے اخلاق وہ بہتر صفت ہے جو دوسرے اعلیٰ صفات کے ظہور اور کامیابی کا باعث ہوتی ہے تمام صاحبان قوم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس صفت سے متصف تھے اکثر کفار عرب کے ایمان لانے کا سبب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق ہی تھا آپ کی پیغمبری کا یہی ثبوت تھا۔ جناب باری نے آپ کے عمدہ اخلاق کی نسبت اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ آنحضرت کے اخلاق عمدہ تھے ظاہری اور باطنی اخلاق کا ظاہر کرنا بھی بڑی سعادت مندی ہے۔ اخلاق ظاہر کرنے سے ہی ظاہر ہوتے ہیں یعنی بات چیت اور محبت کا سلوک کرنے سے محبت کا سلوک کیا ہے ایک کے گھر کو ایک آنا جانا۔ ہر طرح کی عیادت کرنا اور شادی وغیرہ بیاہ میں خاندان والے جمع ہونا اسی نام ظاہری اخلاق ہیں۔ پہلے زمانے کے لوگ اسی لئے تقریب کرتے تھے یعنی عقیقہ نیاز ہر او وغیرہ کیا کرتے تو ایسے موقعہ پر سب ایک کے گھر کو آتے جاتے اور میل ملاپ رکھتے تھے مگر اس زمانہ کے لوگوں میں یہ

بات پائی نہیں جاتی۔ اگرچہ ایک خاندان کے سب لوگ آپس میں اتفاق کر کے اخلاق سے رہیں تو وہ خاندان سب کے لئے ایک فوج کا کام دے سکتا ہے اور ایک سلطنت بھی بن جاتا ہے اور ایک کا ایک رفیق اور مددگار بھی بن جاتا ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ امیر سے غریب کو آرام اور فائدہ پہنچتا ہے اور غریب سے امیر کو فائدہ اور آرام پہنچتا ہے۔ پس چاہیے کہ ہر خاندان اپنے خاندان کے لوگوں سے اخلاقی برتاؤ رکھے تو دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے کافی ہے اور فائدہ یہ بھی ہے کہ دل کی بیماریاں۔ انانیت اور بغض و حسد کی تکلیف سے نجات ملتی ہے مگر ظاہر و باطن ایک ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی کو پہچانے۔

خاک کا پتلا ہے باطن آدمی — دل کو دیکھے آزمایا کون تھا

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے ساتھی کے حق میں بہتر ہو۔ اور بہترین ہمسایہ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے حق میں بہتر ہو۔ اخلاق کی کمی کے حقیقی معنی انانیت کی کمی ہے اور اس کی انتہائی انحطاط کا نام دشمنی۔ عداوت، اور حیوانیت ہے جو باعث جنگ و جدل اور خرابی عالم ہے لہذا انسان پیدائش ہمدردی کا سبق تا شروع ہی ہے۔ اور خداوند کریم کا مدعا بھی یہی ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اور آنحضرت کا فرمان ہے خِیَارُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ۔ تم میں برگزیدہ وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھے ہیں اور یہ بھی فرمایا وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ یعنی حسن خلق سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں ہے اور بھی یہ فرمایا جَمَالُ الْمَرْءِ فَصَاحَتُ لِسَانِہٖ یعنی انسان کا جمال خوش بیانی ہے۔ یہ سب باتیں حضرت نے ہماری بھلائی کے لئے ارشاد فرمائے ہیں۔ انسان کو دوست کی سخت ضرورت ہے اس لئے اخلاقی برتاؤ کر کے دوست کو اپنا بنا رکھیں تو باعث مسرت ہوگا۔ بقول عزیز

دوست

اے دوست تو جہاں میں ہے باعث مسرت — تیرے بغیر کیا ہو دنیا میں عیش و عشرت

گر تو نہ ہو جہاں میں جینے کا لطف کیا ہے — دم بھر نہیں گوارا اے دوست تیری فرقت

کام آئے وقت بد میں کوئی نہیں ہے ایسا — دنیا میں دوستونکی کام آتی ہے حمایت

یہ دل ہے تجھ سے شاداں تو ہی ہے دل کا ارماں — ہے تجھ سے دل کو فرحت ہے تجھ سے جانکو راحت

صورت شناس یوں تو دنیا میں ہیں بہت سے — لیکن وہی محب ہے جس کو ہو ہم سے الفت

وہ دوست اب کہاں ہیں وہ آشنا کہاں ہیں — آتے نظر نہیں ہیں اب صاحب مروت

دیکھو جسے جہاں میں مکار و بیوفا ہے — پہلو میں دل ہے لیکن دل میں نہیں محبت

ظاہر میں دوست یہ ہیں باطن میں ہیں یہ دشمن — بچ ان سے دیکھ ناداں قاتل ہے انکی صحبت

اب تم عزیز ان سے ہرگز نہ دل لگانا

ظاہر میں دوست ہیں جو دل میں نہیں محبت

عرض مصنف

ہمارا بادشاہ ظل اللہ نواب میر عثمان علیخان بہادر شاہ دکن صانہا اللہ تعالی من الشرور والفتن۔ رعیت نواز سماء پرور۔ عدل گستر اور علم دوست ہے میری یہ آرزو ہے کہ اگر اس کتاب حمایت الاسلام کے مضامین نیک اثر کیلئے موثر ہوں تو شاہزادگان بلند اقبال ادام اللہ اقبالہم کے ملاحظہ کا بھی شرف بفضل تعالی اس کو نصیب ہو جائے آمین یا رب العالمین اور مدارس کے نصاب میں بھی یہ کتاب شریک ہو جائے تو میری محنت ٹھکانے لگیگی

شکریہ

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ کتاب حمایت الاسلام کئی سال کی محنت کے بعد بفضل خدا آج تکمیل پائی ہے۔ دعا ہے کہ بفضل خدا مقبول خاص و عام ہو جائے۔ آمین

بالخیر